﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآء﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد14 | جمعۃ المبارک21/دسمبر2007ء | 11ذوالحجہ1428ہجری قمری ❁ 21/فتح 1386 ہجری شمسی | شمارہ51

بہت زیادہ ہنسی دل کو مردہ کرتی ہے

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا:

”کم ہنسا کرو کیونکہ کثرت سے ہنستے چلے جانا دل کو مردہ کر دیتا ہے“۔

(سنن ابن ماجہ کتا ب الزھد باب الورع۔حدیث نمبر 4207)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

جس دین میں قوت نہیں کہ اپنے سچے پیروؤں کو خدا کا ہمکلام بنادے وہ دین منجانب اللہ نہیں اور اس میں راستی کی روح نہیں۔

خدا تعالیٰ کی معرفت کے بارہ میں حضرات مسیحیوں کے ہاتھ میں کوئی امر صاف نہیں ہے۔

”پس جس دل میں یہ خواہش اور یہ طلب نہیں کہ خدا کا مکالمہ اور مخاطبہ یقینی طور پر اُس کو نصیب ہو وہ ایک مردہ دل ہے اور جس دین میں یہ قوت نہیں کہ اس کمال تک پہنچاوے اور اپنے سچے پیروؤں کو خدا کا ہمکلام بنادے وہ دین منجانب اللہ نہیں اور اس میں راستی کی رُوح نہیں۔ ایسا ہی جس کسی نبی نے اس راہ کی طرف لوگوں کو نہیں چلایا کہ خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ کے طالب ہوں اور کامل معرفت کے خواہاں ہوں وہ نبی بھی خدا کی طرف سے نہیں ہے اور وہ خدا پر افتراء کرتا ہے۔ کیونکہ انسان کا عظیم الشان مقصود جس سے وہ گناہوں سے نجات پاسکتا ہے یہی ہے کہ خدا کی ہستی اور اس کی سزا جزا پر اس کو پورا یقین آوے۔ مگر اس غیب الغیب خدا پر کیونکر یقین حاصل ہو؟ جب تک اُس کی طرف سے اَنَا الْمَوْجُوْد کی آواز نہ سُنی جاوے اور جب تک کہ انسان اُس کی طرف سے کھلے کھلے نشان مشاہدہ نہ کرے کیونکر اس کی ہستی پر یقین کامل آوے۔ عقلی دلائل سے خدا کے وجود کا پتہ لگانا صرف اس حد تک ہے کہ عقل سلیم زمین وآسمان اور ان کی ترتیب اَبلغ اور مُحکم کو دیکھ کر یہ تجویز کرتی ہے کہ ان مصنوعات پُرحکمت کا کوئی صانع ہونا چاہئے۔ مگر یہ دکھلا نہیں سکتے کہ فی الحقیقت صانع ہے بھی۔ اور ظاہر ہے کہ ہونا چاہئے صرف ایک خیال ہے اور ہے ایک امر واقعہ کا ثبوت ہے۔ اور دونوں میں فرق کھلا کھلا ہے۔ یعنی پہلی صورت میں صرف ضرورت صانع بتلائی گئی ہے۔ اور دوسری صورت میں اُس کے فی الواقعہ موجود ہونے کی شہادت دی جاتی ہے۔ غرض اس زمانہ میں کہ مذاہب کی باہمی کشاکش کا ایک تُند و تیز سیلاب چل رہا ہے طالب حق کو اس اصل مقصود کو فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ مذہب وہی سچا ہے جو یقین کامل کے ذریعہ سے خدا کو دکھلا سکتا ہے اور درجہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ تک پہنچا سکتا ہے اور خدا کی ہمکلامی کا شرف بخش سکتا ہے اور اس طرح اپنی رُوحانی قوت اور رُوح پرور خاصیت سے دلوں کو گناہ کی تاریکی سے چھڑا سکتا ہے۔ اور اس کے سوا سب دھوکہ دینے والے ہیں۔

اب ہم اس ملک کے چند مذاہب پر نظر کرتے ہیں کہ کیا وہ خدا تعالیٰ کی معرفت کے بارے میں یقینِ کامل تک پہنچا سکتے ہیں اور کیا اُن کی کتابوں میں یہ وعدہ موجود ہے کہ وہ خدا کے یقینی مکالمہ سے شرف حاصل کرا سکتے ہیں؟ اور اگر موجود ہے تو کیا اس زمانہ میں اُن میں سے کوئی اس کا مصداق پایا بھی جاتا ہے؟ یا نہیں۔ سو سب سے پہلے قابل ذکر وہ مذہب ہے جو مسیحی مذہب کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ پس واضح ہو کہ اس مذہب کے بارے میں ہمیں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ مسیحی صاحبوں کا اِس پر اتفاق ہو چکا ہے کہ مسیح کے زمانہ کے بعد الہام اور وحی پر مُہر لگ گئی ہے۔ اور اب یہ نعمت آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے۔ اور اب اِس کے پانے کی کوئی بھی راہ نہیں اور قیامت تک نومیدی ہے اور فیض کا دروازہ بند ہے۔ اور شاید یہی وجہ ہوگی کہ نجات پانے کے لئے ایک نئی تجویز نکالی گئی ہے اور ایک نیا نسخہ تجویز کیا گیا ہے جو تمام جہان کے اصول سے نرالا اور سراسر عقل اور انصاف اور رحم سے مخالف ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے تمام جہان کے گناہ اپنے ذمہ لے کر صلیب پر مرنا منظور کیا تا اُن کی اس موت سے دوسروں کی رہائی ہو اور خدا نے اپنے بے گناہ بیٹے کو مارا تا گنہگاروں کو بچاوے۔ لیکن ہمیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس قسم کی مظلومانہ موت سے دوسروں کے دل گناہ کی پلید خصلت سے کیونکر صاف اور پاک ہو سکتے ہیں اور کیونکر ایک بے گناہ کے قتل ہونے سے دوسروں کو گزشتہ گناہوں کی معافی کی سند مل سکتی ہے۔ بلکہ اس طریق میں انصاف اور رحم دونوں کا خون ہے کیونکہ گنہگار کے عوض میں بے گناہ کو پکڑنا خلاف انصاف ہے اور نیز بیٹے کو اس طرح ناحق سخت دلی سے قتل کرنا خلاف رحم ہے۔ اور اس حرکت سے فائدہ خاک نہیں۔ اور ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ اصل سبب گناہ کے سیلاب کا قلّتِ معرفت ہے۔ پس جب تک ایک علّت موجود ہے تب تک معلول کی نفی کیونکر ہو سکتی ہے۔ ہمیشہ علّت کا وجود معلول کے وجود کو چاہتا ہے۔ اب جائے حیرت ہے کہ یہ کیسا فلسفہ ہے کہ گناہ کرنے کی جو علّت معرفت باری تعالیٰ ہے وہ تو سر پر موجود کھڑی ہے مگر معلول اس کا جو ارتکاب گناہ کی حالت ہے وہ معدوم ہو گئی ہے۔ تجربہ ہزاروں گواہ پیش کرتا ہے کہ بجز معرفت کامل کے نہ کسی چیز کی محبت پیدا ہو سکتی ہے اور نہ کسی چیز کا خوف پیدا ہوتا ہے اور نہ اس کی قدر دانی ہوتی ہے۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ انسان کسی فعل یا ترک فعل کو یا تو خوف کی وجہ سے کرتا ہے اور یا محبت کی وجہ سے۔ اور خوف اور محبت دونوں معرفت سے پیدا ہوتی ہیں۔ پس جب معرفت نہیں تو نہ خوف ہے اور نہ محبت ہے۔

اے عزیزو اور پیارو! اس جگہ راستی کی حمایت اِس بیان کے لئے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی معرفت کے بارہ میں حضرات مسیحیوں کے ہاتھ میں کوئی امر صاف نہیں ہے۔ وحی کے سلسلہ پر تو پہلے سے مہر لگ چکی ہے اور مسیح اور حواریوں کے بعد معجزات بھی بند ہو گئے ہیں۔ رہا عقلی طریق، سو آدم زاد کو خدا بنانے میں وہ طریق بھی ہاتھ سے گیا۔ اور اگر گزشتہ معجزات جو اَب محض قصّوں کے رنگ میں ہیں پیش کئے جائیں تو اوّل تو ہر ایک منکر کہہ سکتا ہے کہ خدا جانے ان کی اصل حقیقت کیا ہے اور کس قدر مبالغہ ہے کیونکہ کچھ شک نہیں کہ مبالغہ کرنا انجیل نویسوں کی عادت میں داخل تھا۔ چنانچہ ایک انجیل میں یہ فقرہ موجود ہے کہ مسیح نے اتنے کام کئے کہ اگر وہ لکھے جاتے تو دنیا میں سما نہ سکتے۔ اب دیکھو کہ وہ کام بغیر لکھنے کے تو دنیا میں سما گئے لیکن لکھنے کی حالت میں وہ دنیا میں نہیں سمائیں گے۔ یہ کس قسم کا فلسفہ اور کس قسم کی منطق ہے۔ کیا کوئی سمجھ سکتا ہے؟

ماسوا اس کے حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات موسیٰ نبی کے معجزات سے کچھ بڑھ کر نہیں ہیں۔ اور ایلیا نبی کے نشانوں کا جب مسیح کے نشانوں سے مقابلہ کریں تو ایلیا کے معجزات کا پلّہ بھاری معلوم ہوتا ہے۔ پس اگر معجزات سے کوئی خدا بن سکتا ہے تو یہ سب بزرگ خدائی کے مستحق ہیں۔ اور یہ بات کہ مسیح نے اپنے تئیں خدا کا بیٹا کہا ہے یا کسی اَور کتاب میں اُس کو بیٹا کہا گیا ہے ایسی تحریروں سے اُس کی خدائی نکالنا درست نہیں۔

بائبل میں بہت سے لوگوں کو خدا کے بیٹے کہا گیا ہے بلکہ بعض کو خدا بھی۔ پھر مسیح کی تخصیص بے وجہ ہے۔ اور اگر ایسا ہوتا بھی کہ کسی دوسرے کو اُن کتابوں میں بجز مسیح کے خدا یا خدا کے بیٹے کا لقب نہ دیا جاتا تب بھی ایسی تحریروں کو حقیقت پر حمل کرنا نادانی تھا۔ کیونکہ خدا کے کلام میں ایسے استعارات بکثرت پائے جاتے ہیں۔ مگر جس حالت میں بائبل کے رو سے خدا کا بیٹا کہلانے میں اَور بھی مسیح کے شریک ہیں تو دوسرے شرکاء کو کیوں اس فضیلت سے محروم رکھا جاتا ہے“۔

(”لیکچر لاہور“۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 162تا165)

اداریہ

مذہبی دہشت گردی کے اسباب اور اس کے خاتمہ کے لئے حکَم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی احسن تجاویز

(چوتھی قسط)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے غلط نظریۂ جہاد کی ضروری وفوری اصلاح کی طرف توجہ نہ کرنے کی صورت میں جن خطرات کی نشاندہی فرمائی تھی آج وہ خطرات ایک زندہ حقیقت کی صورت میں ہماری نظروں کے سامنے ہیں۔

حضور علیہ السلام نے امیر والیٔ کابل سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

......’’یقیناً امیر صاحب کی رعایا کی بڑی بدقسمتی ہوگی اگر اس ضروری اصلاح کی طرف امیر صاحب توجہ نہیں کریں گے اور آخری نتیجہ اس کا اُس گورنمنٹ کے لئے خود زحمتیں ہیں جو مُلّاؤں کے ایسے فتووں پر خاموش بیٹھی رہے۔ کیونکہ آج کل ان مُلّاؤں اور مولویوں کی یہ عادت ہے کہ ایک ادنیٰ اختلاف مذہبی کی وجہ سے ایک شخص یا ایک فرقہ کو کافر ٹھیرا دیتے ہیں اور پھر جو کافروں کی نسبت ان کے فتوے جہاد وغیرہ کے ہیں وہی فتوے ان کی نسبت بھی جاری کئے جاتے ہیں۔ پس اس صورت میں امیر صاحب بھی ان فتووں سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ ممکن ہے کہ کسی وقت یہ مُلّا لوگ کسی جزوی بات پر امیر صاحب پر ناراض ہو کر ان کو بھی دائرہ اسلام سے خارج کر دیں اور پھر ان کے لئے بھی وہی جہاد کے فتوے لکھے جائیں جو کفّار کے لئے وہ لکھا کرتے ہیں۔ پس بلاشبہ وہ لوگ جن کے ہاتھ میں مومن یا کافر بنانا اور پھر اس پر جہاد کا فتویٰ لکھنا ہے ایک خطرناک قوم ہے جن سے امیر صاحب کو بھی بے فکر نہیں بیٹھنا چاہئے اور بلاشبہ ہر ایک گورنمنٹ کے لئے بغاوت کا سرچشمہ یہی لوگ ہیں۔ عوام بے چارے ان لوگوں کے قابو میں ہیں اور ان کے دلوں کی کَل ان کے ہاتھ میں ہے۔ جس طرف چاہیں پھیر دیں۔ اور ایک دم میں قیامت برپا کر دیں۔ پس یہ گناہ کی بات نہیں ہے کہ عوام کو ان کے پنجہ سے چھڑا دیا جائے اور خود ان کو نرمی سے جہاد کے مسئلہ کی اصل حقیقت سمجھا دی جائے‘‘۔

(’گورنمنٹ انگریزی اور جہاد‘۔روحانی خزائن جلد 17صفحہ17-18)

آسمانی تقویٰ اور فراست کے نور سے آراستہ حکَم و عدل علیہ السلام کا یہ تجزیہ کیسا سچّا، کیسا واضح اور آپؑ کی صداقت کا کیسا زبردست ثبوت ہے۔ ہم نے دیکھا کہ ماضی میں بھی اور حال کے زمانہ میں بھی جس نے بھی مُلّاؤں کے اس خونی نظریۂ جہاد سے اختلاف کیا انہوں نے اس کو بھی اپنے غضب کا نشانہ بنایا اور اس کے خلاف جہاد کا کھلم کھلا اعلان کیا۔

سو سال سے زائد عرصہ ہوا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسئلہ جہاد کے تعلق میں اسلام کی بدنام کنندہ ان وحشیانہ عادات سے مسلمانوں کو چھڑانے کے لئے حکمرانوں کو جُہدِ بلیغ سے کام لینے اور مقدور بھر سعی کرنے کی پُر زور تحریک کرتے ہوئے خبردار فرمایا تھا کہ اگر وہ ایسا کریں تو بہتر،

’’ورنہ اب دورِ مسیح موعود آ گیا ہے۔ اب بہرحال خدا تعالیٰ آسمان سے ایسے اسباب پیدا کر دے گا کہ جیسا کہ زمین ظلم اور ناحق کی خونریزی سے پُر تھی اب عدل اور امن اور صلحکاری سے پُر ہو جائے گی۔ اور مبارک وہ امیر اور بادشاہ ہیں جو اس سے کچھ حصّہ لیں‘‘۔(’گورنمنٹ انگریزی اور جہاد‘۔روحانی خزائن جلد 17صفحہ19)

اس انذار اور تنبیہ کا آخری حصّہ ’’مبارک وہ امیر اور بادشاہ ہیں جو اس سے کچھ حصّہ لیں‘‘ ایک دعا پر مشتمل ہے۔ دیکھتے ہیں وہ کون خوش نصیب حکمران ہو گا جو مُلّاؤں کے خونی نظریۂ جہاد کے بطلان کو ثابت کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ تجویز کے مطابق عمل کر کے آپ کی دعاؤں سے حصّہ پاتے ہوئے الٰہی برکتوں کو حاصل کرتا ہے۔

افسوس یہ ہے کہ غلط نظریۂ جہاد کی اصلاح کے لئے جس ’’جُہدِ بلیغ‘‘ کی ضرورت تھی امیر والیٔ کابل نے اس سے کام نہیں لیا اور مامور زمانہ، مسیحِ دوراں علیہ السلام کی تجویز کو درخور اعتناء نہیں سمجھا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ قوم مسیح ناصری علیہ السلام کے زمانہ کے مکفّر و مکذّب یہود نامسعود کی مشابہت میں دن بدن اپنے دل کی سختیوں اور ظلم و تشدد کی کارروائیوں میں بڑھتی چلی گئی۔ یہی وہ خطّۂ ارض ہے جہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر صحابہ کو مسئلہ جہاد میں علماء کے خونی نظریۂ جہاد سے مخالفت کی بنا پر نہایت ظالمانہ طریق پر شہید کیا گیا۔ حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحبؓ کی گردن میں کپڑا ڈال کر اور دم بند کر کے شہید کیا گیا تو حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب مرحومؓ رئیس خوست کو پہلے بھاری زنجیروں اور ہتھکڑیوں کے شکنجہ میں جکڑ کر قید خانہ میں سخت اذیتیں دیں اور ’’ناک کو چھید کر سخت عذاب کے ساتھ اس میں رسّی ڈالی گئی۔ تب اسی رسّی کے ذریعہ سے شہید مرحوم کو نہایت ٹھٹھے ہنسی اور گالیوں اور لعنت کے ساتھ مقتل تک لے گئے‘‘۔ پھر کمر تک زمین میں گاڑ کر نہایت بیدردی سے سنگسار کیا گیا ’’یہاں تک کہ کثرت پتھروں سے شہید مرحوم کے سر پر ایک کوٹھہ پتھروں کا جمع ہو گیا‘‘۔ الغرض ’’وہ ایسا دردناک حادثہ ہے کہ دل کو ہلا دیتا ہے اور بدن پر لرزہ ڈالتا ہے‘‘۔ آپ کے بعد آپ کی بیوی اور یتیم بچوں کو بھی نہایت ہولناک اذیتیں دی گئیں اور کئی ایک نے اسی حالت میں جام شہادت نوش کیا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ نہ صرف افغانستان میں بلکہ پاکستان میں بھی آنے والے متعدد حکمرانوں میں سے کسی کو بھی مُلّاؤں کے خونی نظریۂ جہاد کی اصلاح کے لئے کارروائی کی توفیق نہیں ملی بلکہ الٹا بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جہاد کا منکر ہونے کا الزام دیتے ہوئے آپؑ کے اور آپؑ کی جماعت کے خلاف تکفیر و تکذیب اور شورش و شر کی ایسی آگ بھڑکائی گئی کہ حکمرانوں کی سرپرستی اور دستور و آئین کی پشت پناہی میں احمدیوں پر مظالم کے پہاڑ توڑے گئے۔ بیسیوں احمدیوں کو بے دردی سے شہید کیا گیا۔ سینکڑوں بلکہ ہزاروں کو قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا کیا گیا۔ ان کے اموال و جائیداد کو لوٹا اور جلایا گیا اور ہر ممکن طریق سے اذیتیں دی گئیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تصنیف ’’تذکرۃ الشہادتین‘‘ میں حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہ کی شہادت کا دردناک تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا تھا:

’’کابل کی زمین دیکھ لے گی کہ یہ خون کیسے کیسے پھل لائے گا۔ یہ خون کبھی ضائع نہیں جائے گا۔ پہلے اس سے غریب عبدالرحمٰن میری جماعت کا ظلم سے مارا گیا اور خدا چُپ رہا مگر اس خون پر اب وہ چُپ نہیں رہے گا اور بڑے بڑے نتائج ظاہر ہوں گے‘‘۔(تذکرۃ الشہادتین ۔روحانی خزائن جلد 20صفحہ74)

تاریخ شاہد ہے کہ خدا اس خون پر چُپ نہیں رہا۔ اس خطّۂ ارض پر کتنی ہی برساتیں - اور خونی برساتیں - اس کے بعد ہوئیں لیکن اُس مقدس خون کے دھبے ابھی تک دھل نہیں پائے۔ آج جو یہ خطّۂ ارض خون سے رنگین ہے تو اس کا سبب قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ حقیقت جہاد سے انحراف، اور مسیح وقت کے انذار کی تخفیف اور اس سے اعراض، اور اس کے نتیجہ میں معصوموں کے وہ ناحق کے خون ہیں جو ظالم و سفّاک لوگوں نے مذہب کے نام پر بہائے تھے۔ حضور علیہ السلام نے سچ فرمایا تھا ۔

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو
ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

(جاری ہے ۔ باقی آئندہ)

عرش کے پائے ہلا دیتی ہے مظلوموں کی آہ

قوم افغاں پر ہوا نازل عذاب کردگار
اٹھ رہی ہے قریہ قریہ سے نوائے دل فگار
چھا گئے ہیں حملہ آور وادی و کہسار پر
ملک افغاں ملحدوں سے ہو گیا مغلوب و خوار
ظالموں کو مل گئی کفرانِ نعمت کی سزا
جو کیا کرتے تھے مردانِ صفا کو سنگسار
جس حکومت کے نشے میں گرم تھا بازارِ ظلم
اس حکومت کا علَم کیسے ہوا ہے تارتار
مولوی جو فتویٰ تکفیر میں تھے پیش پیش
گھر لٹا کر بھاگتے پھرتے ہیں اب دیوانہ وار
عرش کے پائے ہلا دیتی ہے مظلوموں کی آہ
نوحہ غم نرم کرتا ہے دلِ پروردگار
ظلم کی فردِ عمل آتی ہے جب زیرِ عتاب
نقد ملتی ہے سزا رہتا نہیں باقی اُدھار
ظلم دنیا میں حکومت کو ہے پیغامِ اجل
آگ کی بھٹی میں جلتا ہے کُلاہِ اقتدار
یہ سبق تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہے
عدل و احساں پر ہے حاکم کی بقا کا انحصار
اک پرانی پیشگوئی تھی امامِ وقت کی
’’رنگ لائے گا شہیدوں کا لہو انجام کار‘‘

(لیفٹیننٹ جنرل عبدالعلی ملک{مرحوم})

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عالی مقام
بانی مُسلم جماعت احمدیہ کی نظر میں

ایک عیسائی پادری کے پمفلٹ " Die Ahmadiyya Bewegung"
یعنی "تحریکِ احمدیت" میں کئے گئے اعتراضات کا جواب

(مظفر محمود احمد۔ جرمنی)

جرمنی سے ایک عیسائی پادری خاتون نے Mrs. Dr. Christine Schirrmacher جن کا تعلق پروٹیسٹنٹ عیسائی فرقہ Evangelish سے ہے۔ جرمن زبان میں دس صفحات پر مشتمل ایک پمفلٹ لکھا ہے جس کا عنوان ہے "Die Ahmadiyya-Bewegung" یعنی "تحریکِ احمدیت"۔ اس پمفلٹ کا رنگ گہرا نیلا ہے۔ یہ پمفلٹ اپریل 2005ء میں جرمنی کے شہر Stuttgart سے شائع ہوا ہے۔ اس پمفلٹ کو عیسائی پروٹیسٹنٹ Evangelish فرقہ کی مندرجہ ذیل تنظیم نے جرمنی سے شائع کیا ہے۔

Deutsche Evangelische Allianz,
Esplanade 5 - 10a in 07422
Bad Blankenburg (Germany)

اس پمفلٹ میں پادری صاحبہ نے مُسلم جماعت احمدیہ کی تاریخ بیان کرنے کے بعد اس پمفلٹ کے صفحہ نمبر 9-10 پر بغیر کسی کتاب کا حوالہ دیئے حضرت بانی مُسلم جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ کی توہین کی ہے۔

پادری صاحبہ نے جو عقائد بانی مُسلم جماعت احمدیہ کی طرف منسوب کئے ہیں اُن عقائد کا حقیقت سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے۔ اسلام میں تمام مُسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خُدا کا ایک سچّا نبی مانتے ہیں اور جسمانی طور پر حضرت مریمؑ کا بیٹا مانتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے اپنی ماں مریم کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ اور حضرت عیسیٰؑ کی بن باپ پیدائش آدم کی بن باپ پیدائش کی طرح ہے یعنی آدم بغیر ماں اور بغیر باپ کے پیدا ہوا تھا۔

اِس پمفلٹ کے متعلق دو باتیں

اس پمفلٹ کی نسبت پہلی بات تو یہ ہے کہ مُسلم جماعت احمدیہ کوئی سیاسی جماعت نہیں ہے بلکہ اِسلام میں مُسلم جماعت احمدیہ ایک پُر امن مذہبی جماعت ہے اِس لئے اِس پمفلٹ پر جماعت کا پورا نام یوں لکھنا چاہئے: "احمدیہ مُسلم جماعت "Ahmadiyya Muslim Jamaat=Gemeinde

اس پمفلٹ کی نسبت دوسری بات یہ ہے کہ اس پمفلٹ کے صفحہ نمبر 9-10 پر پادری صاحبہ نے حضرت عیسیٰؑ کے متعلق بانی احمدیہ مُسلم جماعت کے جو عقائد بیان کئے ہیں یہ عقائد نہ تو حضرت بانی مُسلم جماعت احمدیہ کے ہیں اور نہ ہی اسلام کی تعلیم میں اِن عقائد کا کوئی ذکر ہے۔ بلکہ یہ عقائد خود عیسائی انجیلوں میں لکھے ہوئے ہیں۔

بانی مُسلم جماعت احمدیہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت اپنا یہ عقیدہ بیان فرمایا ہے:

"ہم ناظرین پر ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام پر نہایت نیک عقیدہ ہے اور ہم دل سے یقین رکھتے ہیں کہ وہ خُدا تعالیٰ کے سچے نبی اور اُس کے پیارے تھے اور ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ وہ جیسا کہ قُرآن شریف ہمیں خبر دیتا ہے اپنی نجات کے لئے ہمارے سیدو مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر دل و جان سے ایمان لائے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے صدہا خادموں میں سے ایک مخلص خادم وہ بھی تھے۔ پس ہم اُن کی حیثیت کے موافق ہر طرح اُن کا ادب ملحوظ رکھتے ہیں"۔

(نور القرآن روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 374)

معلوم ہوتا ہے کہ پادری صاحبہ نے بانی مُسلم جماعت احمدیہ کے خلاف جھوٹ لکھ کر عام لوگوں کو احمدیہ مُسلم جماعت کے خلاف اُبھارنے کے لئے ایک قابل نفرین کوشش کی ہے۔

پادری صاحبہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بغیر کسی کتاب کا حوالہ دیئے جو عقائد بانی مُسلم جماعت احمدیہ کی طرف منسوب کئے ہیں یہ الفاظ دراصل بائبل کے عہد نامہ جدید، انجیل میں درج ہیں جو یسوع مسیح کی نسبت چار انجیل نویسوں نے اپنی اناجیل میں اور چار انجیلوں کے بعد پولس نے اپنے خطوط میں درج کئے ہیں۔ ان عقائد پر بسا اوقات حیرت ہوتی ہے اور ایک صحت مند انسان کی صحت مند عقل ان باتوں کو حضرت عیسیٰؑ کی نسبت تسلیم نہیں کرتی جو کہ انجیلوں میں درج ہیں۔ انجیلوں کے اِن عقائد کا حوالہ دے کر اپنی بعض کتابوں میں بانی مُسلم جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے عیسائی پادریوں کو سمجھایا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی نسبت ایسے عقائد عیسائی مذہب کے آغاز میں نہیں تھے یہ عقائد بعد میں پولس نے یا بعد کے زمانہ میں آنے والے لوگوں نے عیسائیت میں داخل کئے ہوں گے۔

پادری صاحبہ کے اعتراضات کا جواب درج کرنے سے پہلے یہ بتانا مناسب ہے کہ اسلام عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے سلامتی کا مذہب۔ لفظ اسلام عربی مصدر "سَلم" سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے سلامتی۔ مُسلم جماعت احمدیہ کا ماٹو ہے۔ "محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں"۔ اسلام نے اپنی تعلیم میں دین کے اختیار کرنے کے بارہ میں کسی جبر کو جائز قرار نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (بقرہ:257) یعنی دین اختیار کرنے کے معاملہ میں جبر جائز نہیں۔ قرآن شریف کی اس تعلیم کی روشنی میں دُنیا کے کسی مُلک کی سیاسی حکومت یا کسی شخص کو اُس کے مذہبی عقیدہ کی وجہ سے مُسلمان یا غیر مُسلم قرار دینے کا حق حاصل نہیں ہے۔ اور اسلامی تعلیم کے مطابق جو مُسلمان کسی کلمہ پڑھنے والے مُسلمان کو کافر کہے وہ خود کافر کہلائے گا۔ اگر سن 1974ء میں پاکستان کی اُس وقت کی سیاسی حکومت نے اپنے کسی سیاسی مفاد کی خاطر احمدیہ مُسلم جماعت کو پاکستان کی پارلیمنٹ میں غیر مُسلم اقلیت قرار دیا ہے تو یہ ایک سیاسی حکومت کا فیصلہ تھا جو کہ اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ہر زمانے کے نبی کو اُس زمانے کی سیاسی حکومت نے جھوٹا کہا تھا۔ حضرت عیسیٰؑ کے وقت میں یہودی علماء نے حضرت عیسیٰؑ کو جھوٹا قرار دیا تھا بلکہ یہودی مذہبی علماء کی شکایت اور یہودی علماء کے مطالبہ پر اُس وقت کی فلسطین کی سیاسی رُومی حکومت نے حضرت عیسیٰؑ کو حکومت کا باغی قرار دے کر صلیب پر لٹکانے کا فیصلہ دیا تھا۔ اور سب عیسائیوں کو تسلیم ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے خلاف یہودی علماء کا کُفر کا فتویٰ اور سیاسی طور پر رُومی حکومت کا صلیب پر لٹکانے کا فیصلہ غلط تھا۔

عیسائی مذہب میں فرقہ بازی

عیسائی مذہب میں بھی مختلف عیسائی مذہبی فرقے موجود ہیں جن کو سمجھنے کے لئے ان عیسائی فرقوں کو تین بڑے گروپوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک رومن کیتھولک جس کے سربراہ پوپ صاحب ہیں اور اس فرقہ کی بُنیاد روم اٹلی میں پولوس نے رکھی۔

دوسرا گروپ آرتھوڈوکس عیسائی لوگوں کا ہے جنہوں نے سن 1054 عیسوی میں تُرکی میں عیسائی حکومت کے زمانہ میں پوپ سے علیحدگی اختیار کی۔

تیسرا گروپ پروٹیسٹنٹ عیسائیوں کا کہلاتا ہے یعنی پوپ کے خلاف احتجاج کرنے والے عیسائیوں کا گروپ۔ پروٹیسٹنٹ کی اصطلاح پہلی دفعہ جرمنی میں Evangelish پروٹیسٹنٹ عیسائی فرقہ کے بانی Martin Luther مارٹن لُوتھر (1483-1546) نے استعمال کی اور مارٹن لُوتھر نے پوپ کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے سن 1517 میں بائبل کا نیا ترجمہ کیا اور 95 جگہ پر پوپ کے ساتھ بائبل کے ترجمہ میں اختلاف کیا اور پھر سن 1521 عیسوی میں اس نئے پروٹیسٹنٹ عیسائی Evangelish فرقہ کی بُنیاد رکھی۔ اس Evangelish عیسائی پروٹیسٹنٹ فرقہ اور کیتھولک فرقہ کا آپس میں اِس قدر مذہبی اختلاف ہے کہ عام طور پر ان دونوں فرقوں کے پادری Holy Communion/ Abendmahl (یعنی وہ کھانا جو بقول بائبل واقعہ صلیب کی گرفتاری سے پہلے مسیح نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر کھایا تھا۔) عام طور پر یہ مقدس کھانا اکٹھے بیٹھ کر نہیں کھا سکتے۔

اب اس تیسرے بڑے پروٹیسٹنٹ عیسائی گروپ میں Evangelist پروٹیسٹنٹ عیسائی فرقہ کے علاوہ اور بہت سے فرقے شامل ہیں جن میں مثال کے طور پر یہوواہ وٹنس، مارمون، Apostoles اور دوسرے کئی عیسائی فرقے شامل ہیں۔

ماھمہ پیغمبراں راچاکریم

اِسلام میں تمام نبیوں کی عزت کرنے کا حکم آیا ہے۔ اور ہم احمدی مُسلمان حضرت عیسیٰؑ کو خُدا کا ایک سچّا نبی مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ۔ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ۔ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ (بقرہ:286)

اُردو ترجمہ: "اور جو کچھ بھی اس رسول محمد رسول اللہ پر اس کے ربّ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اس پر وہ خود بھی ایمان رکھتا ہے اور دوسرے مومن بھی ایمان رکھتے ہیں۔ یہ سب کے سب مومن اللہ پر اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اس کے رسولوں میں سے ایک دوسرے کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے"۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ حضرت آدم کی طرح بغیر باپ کے اپنی والدہ مریم کنواری کے پیٹ سے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے پیدا ہوئے تھے اور وہ قوم بنی اسرائیل کی طرف خُدا کے ایک رسول تھے۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ (آل عمران:50) یعنی وہ بنی اسرئیل کی طرف رسول تھے۔

خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی انجیل میں اپنا مشن یہی بیان کیا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کی طرف نبی بن کر آئے تھے۔ چنانچہ دیکھو متّی کی انجیل باب 10 آیت 6۔ نیز انجیل متّی باب 15 آیت 25,24۔

ہر مُسلمان خواہ وہ شیعہ ہو یا سُنّی ہو یا احمدی ہو وہ قرآن اور اسلام کی تعلیم کے مطابق حضرت عیسیٰؑ کو خُدا کا بیٹا نہیں مانتا۔ بلکہ قرآن اور اسلام کی تعلیم کی رُو سے ہر مُسلمان خواہ وہ کسی بھی مکتبۂ فکر سے تعلق رکھتا ہو حضرت عیسیٰؑ کا خدا کا ایک نبی اور حضرت مریمؑ کنواری کا بیٹا اور ایک انسان مانتا ہے جو مریم کنواری کے پیٹ سے بغیر باپ کے پیدا ہوا جیسا کہ حضرت آدمؑ بغیر ماں اور باپ کے پیدا ہوئے تھے اور آدم بھی خُدا کے نبی اور ایک انسان تھے۔ وہ خُدا کا بیٹا نہیں تھے۔

کوئی مُسلمان بھی حضرت عیسیٰؑ کو خُدا کا جسمانی بیٹا نہیں مانتا بلکہ ہر مُسلمان حضرت عیسیٰؑ کو انسان اور ابن مریم ہی تسلیم کرتا ہے۔ ہر مُسلمان قرآن شریف کی سورۃ الاخلاص کی تعلیم کے مطابق خُدا کی توحید کو مانتا ہے جو یہ ہے قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ اَللّٰہُ الصَّمَدُ۔ لَمْ یَلِدْ۔ وَلَمْ یُوْلَدْ۔ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ (الاخلاص)

ترجمہ: تُو کہہ دے کہ وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ بے احتیاج ہے۔ نہ اللہ نے کسی کو جنا اور نہ وہ خود جنا گیا۔ اور اُس کا کبھی کوئی ہمسر نہیں ہوا۔

خود حضرت عیسیٰؑ نے بھی اپنے آپ کو متی کی انجیل باب 12 آیت 40 میں ابن آدم ہی کہہ کر پکارا ہے۔

❁...... بانی مُسلم جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام (1835ء۔ 1908ء) نے تمام انسانوں، خُدا کے تمام نبیوں اور تمام مذاہب کی عزت کرنے کی تعلیم دی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"ہمارا یہ اصول ہے کہ کُل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اُس کے گھر میں آگ لگ گئی اور یہ نہیں اُٹھتا کہ تا آگ بجھانے میں مدد دے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اگر ایک شخص ہمارے مریدوں میں سے دیکھتا ہے کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے اور وہ اس کے چھڑانے کے لئے مدد نہیں کرتا تو میں تمہیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے"۔

(سراج مُنیر، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 28)

❁......"مجملہ ان اصولوں کے جن پر مجھے قائم

کیا گیا ہے ایک یہ ہے کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ دنیا میں جس قدر نبیوں کی معرفت مذہب پھیل گئے ہیں اور استحکام پکڑ گئے ہیں اور ایک حصہ دنیا پر محیط ہوگئے ہیں اور ایک عمر پا گئے ہیں اور ایک زمانہ ان پر گزر گیا ہے ان میں سے کوئی مذہب بھی اپنی اصلیت کے رو سے جھوٹا نہیں۔ اور نہ ان نبیوں میں سے کوئی نبی جھوٹا ہے،،۔

(تحفہ قیصریہ 'روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 256)

''پس یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے۔ خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑہا دلوں میں ان کی عزت اور عظمت بٹھادی۔ اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کردی۔ اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھلایا''۔

(تحفہ قیصریہ 'روحانی خزائن جلد 12صفحہ 259)

پادری صاحبہ نے اپنے پمفلٹ میں عمومًا اور پمفلٹ کے صفحہ 9-10 پر خصوصیت سے بانی مُسلم جماعت احمدیہ پر چار قِسم کے اعتراضات کئے ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ بانی مُسلم جماعت احمدیہ نے عیسائی مذہب کے روایتی عقیدہ تثلیث یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ابن اللہ ہونے کا اِنکار کیا ہے۔

2۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے سن 1980 ء میں شائع ہونے والے جرمن ترجمہ قُرآن میں لکّھا ہوا ہے کہ ''عیسائیوں نے اپنی انجیل میں تبدیلی کر کے خُدا کے متعلّق اپنے عیسائی مذہب کے عقیدہ میں تبدیلی کر دی ہے''۔

3۔ بانی مُسلم جماعت احمدیہ نے عیسائی مذہب کے روایتی عقیدہ کفّارہ یعنی حضرت عیسیٰ ؑ کی صلیبی موت کا اِنکار کیا ہے اور کشمیر ہندوستان میں قبرِ عیسیٰ کا ذِکر کیا ہے۔

4۔ بانی مُسلم جماعت احمدیہ نے اپنی کتابوں میں حضرت عیسیٰ ؑ کی توہین کی ہے۔

ذیل میں پادری صاحبہ کے اعتراضات کا جواب پیش ہے۔

اعتراض نمبر 1

بانی مُسلم جماعت احمدیہ نے عیسائی مذہب کے روایتی عقیدہ تثلیث یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اِبنُ اللہ ہونے کا اِنکار کیا ہے؟

اعتراض نمبر 1 کا جواب

انجیل میں خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تثلیث کے عقیدہ سے اِنکار کیا ہے اور خود کو اِبنِ آدم اور خُدا کا ایک نبی کر کے ہی پکارا ہے اور ایسے لوگوں سے لاتعلقی کا اِظہار کیا ہے جو حضرت عیسیٰ ؑ کو خُدا یا خُدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ ؑ خُدا کی توحید کے قائل تھے اور تثلیث کی تعلیم کے خِلاف تھے۔

ہر مُسلمان کے لئے اِسلامی تعلیم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ مقام بیان ہوا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کسی خاص مشیت کی وجہ سے اپنی والدہ حضرت مریمؑ کنواری کے پیٹ سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے اور وہ اپنی والدہ کے بیٹے تھے اور خُود حضرت عیسیٰ ؑ اپنے آپ کو ''اِبنِ آدم'' (انجیل متی باب 12 آیت 40) کر کے پُکارتے تھے۔ جیسے حضرت آدم بغیر ماں اور بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے اور وہ اِنسان تھے اور نبی تھے اِسی طرح حضرت عیسیٰ ؑ کو اللہ تعالیٰ نے ماں کے پیٹ سے بغیر باپ کے پیدا کیا اور اُن کو بنی اِسرائیل قوم کی طرف اپنا نبی بنا کر بھیجا تھا۔

❁......حضرت عیسیٰ ؑ لوگوں کو صِرف ایک خُدا کی عبادت کی تعلیم دیتے تھے۔ انجیل میں لکھا ہے:

''یسُوع نے اُس سے کہا اَے شیطان دور ہو کیونکہ لکھا ہے کہ تُو خُداوند اپنے خُدا کو سجدہ کر اور صرف اُسی کی عبادت کر۔ تب اِبلیس اُس کے پاس سے چلا گیا اور دیکھو فرشتے آ کر اُس کی خِدمت کرنے لگے''۔

(انجیل مّتی باب 4آیت 10-11)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام انجیل متی باب 5 آیت 17 تا 20 کے مطابق تورات یعنی یہودی شریعت کے پابند تھے۔ اور اس اوپر والے حوالے میں جو انہوں نے ذکر کیا ہے کہ ''لکھا ہے'' تو آیئے تورات میں دیکھیں کہ تورات میں کہاں لکھا ہے۔:

❁......چنانچہ تورات کی کتاب خروج باب 20 آیت 3 تا 5 لکھا ہے:

''میرے حضور تُو غیر معبودوں کو نہ ماننا۔ تُو اپنے لئے کوئی تراشی ہوئی مورت نہ بنانا نہ کسی چیز کی صورت بنانا جو اوپر آسمان میں یا نیچے زمین پر یا زمین کے نیچے پانی میں ہے۔ تُو ان کے آگے سجدہ نہ کرنا اور نہ ان کی عبادت کرنا کیونکہ مَیں خداوند تیرا خدا غیور خدا ہوں''۔

(تورات کی کتاب خروج باب 20 ۔آیت 3تا 5)

❁......پھر تورات میں لکھا ہے:

''لعنت اس آدمی پر جو کاریگری کی صنعت کی طرح کھودی ہوئی یا ڈھالی ہوئی مورت بنا کر جو خداوند کے نزدیک مکروہ ہے اس کو کسی پوشیدہ جگہ میں نصب کرے اور سب لوگ جواب دیں۔ اور کہیں آمین''۔

(استثناء باب 27 ۔آیت 15)

جو لوگ خُدا کے علاوہ حضرت عیسیٰ کی عبادت کرتے ہیں یا خُدا اور خُدا کے نبیوں کے کارٹون بنا کر اُن کا مذاق اُڑاتے ہیں اُن کے لئے بھی اِس تعلیم میں سبق ہے کہ یہ حرکت غلط ہے۔

❁......انجیل کی تعلیم سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ ؑ اپنے آپ کو ''اِبنِ آدم'' اور ''خُدا کا ایک نبی'' سمجھتے تھے۔ لکھا ہے:

''اس پر بعض فقیہوں اور فریسیوں نے جواب میں اُس سے کہا اَے اُستاد ہم تجُھ سے ایک نشان دیکھنا چاہتے ہیں۔ اُس نے جواب دے کر اُن سے کہا اِس زمانہ کے بُرے اور زنا کار لوگ نشان طلب کرتے ہیں مگر یُوناہ نبی کے نِشان کے سِوا کوئی اور نِشان اُن کو نہ دیا جائے گا۔ کیونکہ جَیسے یُوناہ تِین رات دِن مچھلی کے پیٹ میں رہا وَیسے ہی اِبنِ آدم تِین رات دِن زمین کے اندر رہے گا۔'' (متّی باب 12 آیت 38تا 43)

❁......حضرت عیسیٰ ؑ کے زمانے کے لوگ اور خود حضرت عیسیٰ ؑ اپنے آپ کو خُدا کا ایک نبی ہی سمجھتے تھے۔ چنانچہ انجیل میں لکھا ہے:

''بِھیڑ کے لوگوں نے کہا یہ گلیل کے ناصرہ کا نبی یسوع ہے''۔ (انجیل متی باب 21 آیت 11)

❁......''یسوع نے اُن سے کہا نبی اپنے وطن اور اپنے رِشتہ داروں اور اپنے گھر کے سِوا اور کہیں بےعزّت نہیں ہوتا''۔ (انجیل مرقس باب 6 آیت 4)

❁......''اور جب سردار کاہنوں اور فریسیوں نے اُس کی تمثیلیں سُنیں تو سمجھ گئے کہ ہمارے حق میں کہتا ہے۔ اور وہ اُسے پکڑنے کی کوشش میں تھے لیکن لوگوں سے ڈرتے تھے کیونکہ وہ اُسے نبی جانتے تھے''۔

(متی کی انجیل باب 21 آیت 45-46)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسمانی بھائیوں اور بہنوں کا ذِکر

کیا جِس شخص کے جسمانی بہن بھائی ہوں وہ خُدا ہوسکتا ہے؟ لکھا ہے:

❁......''جب یِسُوع یہ تمثیلیں ختم کر چکا تو اَیسا ہوا کہ وہاں سے روانہ ہوگیا۔ اور اپنے وطن میں آ کر اُن کے عبادت خانہ میں اُن کو تعلیم دینے لگا کہ وہ حیران ہو کر کہنے لگے اِس میں یہ حِکمت اور معجزے کہاں سے آئے؟ کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں؟ اور اِس کی ماں کا نام مریم اور اس کے بھائی یعقوب اور یُوسُف اور شَمعُون اور یہوواہ نہیں؟ اور کیا اِس کی سب بہنیں ہمارے ہاں نہیں؟ پِھر یہ سب کچھ اِس میں کہاں سے آیا؟ اور اُنہوں نے اُس کے سبب سے ٹھوکر کھائی۔ مگر یِسُوع نے اُن سے کہا کہ نبی اپنے وطن اور اپنے گھر کے سِوا اَور کہیں بے عزّت نہیں ہوتا۔ اور اُس نے اُن کی بے اعتقادی کے سبب سے وہاں بہت سے مُعجزے نہ دِکھائے۔"

(متّی باب 13 آیت 53-58)

بائبل میں خُدا کے بیٹے کا محاورہ مثال کے طور پر خُدا کے پیارے اور نیک بندوں کے لئے استعمال ہوا ہے لیکن اِس تمثیل سے خُدا کا جسمانی بیٹا مُراد لینا غلط ہے۔

❁......بائبل میں تمثیلی کلام کی رُو سے خُدا کے پیارے اِنسانوں کے لئے خُدا کا بیٹا کہلانے کا محاورہ موجود ہے۔ اِس محاورہ کی رُو سے حضرت عیسیٰ ؑ کے علاوہ اور لوگ بھی خُدا کا بیٹا کہلا سکتے ہیں مگر یہ محاورۃً خُدا کا پیارا اِنسان مُراد ہوگا نہ کہ خُدا کا حقیقی بیٹا مُراد ہوگا۔ چنانچہ بائبل میں لِکّھا ہے:

''مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے''۔ (انجیل مّتی باب 5آیت 9)

اعتراض نمبر 2

جماعت احمدیہ کی طرف سے سن 1980ء میں شائع ہونے والے جرمن ترجمہ قُرآن میں لکھا ہوا ہے کہ ''عیسائیوں نے اپنی انجیل میں تبدیلی کر کے خُدا کے متعلق اپنے عیسائی مذہب کے عقیدہ میں تبدیلی کر دی ہے''؟

اعتراض نمبر 2 کا جواب

بائبل میں تبدیلی ہوگئی ہے یہ بات پہلی دفعہ جماعت احمدیہ نے ہی نہیں کہی بلکہ خُود کئی انصاف پسند عیسائی محقق بھی یہ بات کہتے اور لکھتے ہیں۔

چنانچہ حالیہ تحقیق سے معلوم ہو چُکا ہے کہ دوسری سے چوتھی صدی عیسوی تک بعض محققین کے نزدیک بائبل میں کئی اور کُتب موجود تھیں جو عیسائیت میں رائج تھیں جو دوسری صدی سے چوتھی صدی عیسوی کے درمیان اناجیل سے خارج کر دی گئیں اور اَب صرف چار اناجیل باقی رہ گئی ہیں۔ اور باقی ''گُم شُدہ اناجیل ''یا چُھپالی گئی اناجیل Apocrypha کہلاتی ہیں۔

Apocrypha کا تعارف

Apocrypha

(From Wikipedia, the free encyclopedia)

(Redirected from Apocryphal)

Apocrypha (from the Greek word apocryfa meaning "those having been hidden away" are texts of uncertain authenticity or writings where the authorship is questioned. In Judeo-Christian theology, the term apocrypha refers to any collection of scriptural texts that falls outside the canon. Given that different denominations have different ideas about what constitutes canonical scripture, there are several different versions of the apocrypha. During sixteenth-century controversies over the biblical canon the word "apocrypha" acquired a negative connotation, and it has become a synonym for "spurious" or "false". This usage usually involves fictitious or legendary accounts that are plausible enough to commonly be considered as Apocryphal."

(بحوالہ انٹرنیٹ

(http://en.wikipedia.org/wiki/apocryphal)

Apocrypha۔ یہ یونانی زبان کا لفظ ہے جِس کا مطلب ہے ''بائبل کی چھپالی گئی کُتب''۔ ("Those having been hidden away").

یعنی بائبل کی ایسی غیر مُستند تحریرات یا کُتب جِن کے لکھنے والے لوگوں کے نام محلِ نظر ہیں۔ ملھودی میں سے عیسائی دینیات میں (Apocrypha) ایپوکرائیفا کی مذہبی اصطلاح سے مُراد ایسی ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریرات کا مجموعہ ہے جو موجودہ بائبل کا حصہ تو نہیں ہیں۔ لیکن ان کا وجود بائبل سے باہر موجود ہے۔ مختلف تحریرات میں درج کئی خاص ناموں اور کئی خاص خیالات کے مجموعے کا نام بائبل کی مُستند کتاب ہے لیکن اِس مُستند کتاب کے مجموعے کے علاوہ کئی اور تحریرات کے مجموعے ہیں جو ایپوکریئفا Apocrypha ہیں۔ سولھویں صدی عیسوی کے دوران جب بائبل کے مُستند حصوں پر جرح کا سلسلہ شروع ہوا تو بائبل کے مستند حصوں کے علاوہ بائبل کے غیر مُستند حصوں کی یہ نئی منفی اصطلاح ایجاد ہوئی جو Apocrypha کہلائی۔ اور یہ اصطلاح اب بائبل کے جعلی حصّوں کے لئے استعمال ہونے لگ گئی ہے۔ Apocrypha کی اصطلاح عام طور پر بائبل کی ان کتابوں کے مجموعے کے لئے استعمال کی جانے لگی ہے جو کہ کہانیوں کا رنگ رکھتی ہیں اور ان کہانیوں کو عام طور پر سچا سمجھا جاتا ہے۔''

یونانی زبان میں اِن گمشدہ اناجیل کو جو عیسائیوں کی موجودہ بائی کا حِصہ نہیں ہیں Apocrypha کہتے ہیں۔ جرمن زبان میں Apkryphen اور انگریزی زبان میں Apocryphal کہلاتی ہیں۔ اور اَب یہ گُمشدہ اناجیل بعض عیسائی محققین کی طرف سے انگریزی زبان میں Apocryphal، جرمن زبان میں

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد نیکی اور تقویٰ اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا ادراک اپنے اندر پیدا کرنا، اس کے قیام کے لئے عملی تصویر بننا اور دنیا میں بھی اس کو قائم کرنا ہے۔

ہماری کامیابی، ہماری ترقی چاہے انفرادی ہو، چاہے اجتماعی ہو، اس کا راز معبود حقیقی کی عبادت میں ہے۔ پس احمدی کو اُس واحد خدا کی طرف ہمیشہ جھکنا چاہئے جو سب طاقتوں کا سرچشمہ ہے۔

ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے سفیر ہیں اور ہمارا مقصد دنیا میں خدا اور رسول ﷺ کی بادشاہت قائم کرنا ہے۔ آج کی دنیا میں یہ بہت بڑا چیلنج ہے اور اس چیلنج کو ہر احمدی کو قبول کرنا چاہئے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 30/نومبر 2007ء بمطابق 30/نبوت 1386 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ -

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآاِلٰهَ اِلَّا هُوَ- وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُوْلُوْ الْعِلْمِ قَآئِمًابِالْقِسْطِ -لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (آل عمران :19)

جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد نیکی اور تقویٰ اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا ادراک اپنے اندر پیدا کرنا، اس کے قیام کے لئے عملی تصویر بننا اور دنیا میں بھی اس کو قائم کرنا ہے۔ اُس خدا کی بادشاہت دنیا میں قائم کرنا ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ اس کی بے شمار مخلوق اس زمین میں ہی ہے اور یہ زمین کائنات کا اتنا معمولی حصہ ہے کہ اس کی حیثیت ایک نقطے سے زیادہ نہیں ہے۔ پس ہم جو انسان کہلاتے ہیں اور بعض بڑے فخر اور تکبر سے زمین پر چل رہے ہوتے ہیں، ان کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اُس نے اِس بے حیثیتی کے باوجود ہمیں اشرف المخلوقات ہونے کا مقام دیا ہے اور ہمارے سپرد بعض کام کئے ہیں اور ہماری پیدائش کی ایک غرض یہ بتائی ہے کہ اس کا ہم نے عابد بننا ہے۔ لیکن دنیا کی اکثریت اس غرض پر غور کرنے کے لئے تیار نہیں کیونکہ دنیا کی لہو و لعب نے، اس کھیل کود نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ شیطان نے اسے اپنے جال میں پھنسا لیا ہے۔ لیکن وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پر ایمان لانے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے ہیں، وہ اس غرض کو یاد رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو تمام قدرتوں کا مالک ہے، غالب ہے، جس نے زمین و آسمان پیدا کیا ہے، خالق ہے، بے شمار قسم کی مخلوق اِس زمین پر اُس نے پیدا کر دی ہے۔ اُس کو اس زمین پر اپنی عبادت کروانے اور اپنی بادشاہت کے قیام کے لئے کسی انسان کی مدد کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن اس نے اپنے بندوں کو عقل و شعور دے کر اس طرف توجہ دلائی کہ مَیں نے تمہیں اس عقل و شعور کے ساتھ یہ آزادی بھی دے دی ہے کہ میرے انبیاء جو تعلیم میری طرف سے لے کر آئیں ان پر ایمان لاؤ یا انکار کر دو۔ یہ تمہاری آزادی ہے۔ اگر عقل اور علم کا صحیح استعمال کرو گے تو ایمان لانے والے اور اس تعلیم پر عمل کرنے والے ہو گے۔ تو پھر مَیں تمہیں ان لوگوں میں شمار کروں گا جو میری بادشاہت کے قائم کرنے کی کوشش کرنے والے ہیں۔ جو انکار کریں گے ان کا شمار ان لوگوں میں ہو گا جو شیطان کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔

پس فرماتا ہے کہ میرے بندے اور مجھے معبود سمجھنے والے وہی لوگ ہیں جو میری تعلیم اور میرے احکامات پر عمل کرنے والے ہیں۔ وہ احکامات جو مَیں نے انبیاء کے ذریعہ سے نازل فرمائے اور جن کی انتہا آنحضرت ﷺ پر آخری شرعی کتاب قرآن کریم کی صورت میں ہوئی۔ اب کوئی احکامات لانے والا نہیں مگر وہی جو آنحضرت ﷺ کی پیروی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے۔ پس اس تعلیم کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی غلامی میں بھیجا تاکہ دنیا کو معبود حقیقی کی پہچان کروائیں۔ خدا میں اور اس کی مخلوق میں جو دُوری پیدا ہو گئی ہے، جو فاصلے بڑھ گئے ہیں اور بڑھتے چلے جا رہے ہیں، ان کو ختم کر کے اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان حقیقی تعلق قائم کریں۔ اب ہم میں سے ہر ایک کا یہی کام ہے کہ اس مشن کو آگے بڑھائے تبھی ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنے والے کہلا سکیں گے۔ تبھی ہم خدا تعالیٰ کی بادشاہت کو دنیا میں قائم کرنے کی کوشش کرنے والوں میں شمار ہو سکیں گے۔

خدا تعالیٰ تو زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے اس کا خالق ہے۔ وہ عزیز ہے۔ وہ مالک ہے۔ پہلے بھی میں بتا چکا ہوں۔ ہر چیز پر قادر ہے۔ جب چاہے اور جس پر چاہے غلبہ پا سکتا ہے۔ پھر اس کو ہماری جو ہم عاجز بندے ہیں، ان کی اپنی بادشاہت کے قیام کے لئے مدد کی کیا ضرورت تھی۔ بادشاہت تو پہلے ہی اسی کی ہے۔ تو جیسا کہ مَیں نے بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو ایک اختیار دیا ہے کہ یہ اچھا ہے، یہ بُرا ہے اور مجھے معبود حقیقی سمجھنے والے ہمیشہ میری عبادت کرنے والے ہیں۔ نیکیاں کرنے والے ہیں۔ تقویٰ پر قائم رہنے والے ہیں اور آگے ان باتوں کو دنیا میں پھیلانے والے ہیں۔ اور جب بندے یہ عمل کر رہے ہوں گے تو خدا تعالیٰ کی بادشاہت کو دنیا میں قائم کرنے والے بن رہے ہوں گے اور اس کے بدلے میں اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی بہترین جزا پانے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری جنتوں کے وارث ہوں گے۔ اس کے مقابلے میں شرک کرنے والے، خدا کے مقابلے میں غیر اللہ کے پیچھے چلنے والے، سزا پانے والے لوگ ہیں۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کی ضرورت نہیں بلکہ بندے کی ضرورت ہے کہ معبود حقیقی کا صحیح ادراک اپنے اندر پیدا کرے اور اس کی رضا کی جنتوں کو حاصل کرنے والا بنے۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کو اس غرض کے لئے بھیجتا ہے تاکہ اُن کے ذریعہ سے معبود حقیقی ہونے کا پتہ دے۔ وہ انبیاء اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والے اور اس کے پیغام کو پہنچانے والے ہوتے ہیں اور جو ان انبیاء کے مخالفین ہوتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوؤں پر ظلم و تعدی کرتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے عزیز

ہونے کا جلوہ دکھاتے ہوئے اپنے انبیاء کی مدد کرتا ہے، انہیں غالب فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی جگہ اپنے معبود حقیقی ہونے کا ذکر فرمایا ہے کہ مَیں اپنے انبیاء کے مخالفین کو، ان کی جماعتوں کے مخالفین کو، ان لوگوں کو جو میری صحیح رنگ میں عبادت کرنے والے ہیں، میرے پیغام کو سمجھنے والے ہیں ان کے مخالفین کو، مَیں سزا دیتا اور پکڑتا ہوں اور ان کا نام ونشان تک مٹا دیتا ہوں۔ اور بعض دفعہ اس طرح ہوتا ہے، بلکہ اکثر دفعہ، بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے ساتھ ان کی زندگی میں تو یہ خاص سلوک رکھا ہے کہ ان کے مخالفین عبرت کا نشان بن جاتے ہیں۔ اگر اپنے نبی کے مقابلے میں آنے والے کسی کو محفوظ کیا تو تب بھی اسے عبرت کا نشان بنا دیا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے پر فرعون کو۔ فرعون جو خدائی کا دعویٰ دار تھا۔ جس کو یہ زعم تھا کہ تمام لوگ میری رعایا ہیں۔ مجھے سجدہ کرنے والے ہیں۔ میرے سے بڑا اور کون ہوسکتا ہے اور خدا کیا چیز ہے؟ موت سامنے دیکھ کر اس نے جب معافی مانگنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب وقت گزر چکا ہے۔ اب تمہاری بقیہ زندگی اور اس کے بعد تمہاری لاش یہ عبرت کا نشان بنی رہے گی کہ یہ خدائی کا دعویٰ کرنے والا تھا جو عبرت کا نشان بنا رہا اور عبرت کا نشان بن کر آج تک پڑا ہے۔ پس فرعون کا یہ انجام اس غالب خدا نے کسی بندے کے ذریعہ سے تو نہیں کروایا تھا۔ اس کا یہ انجام تو اس پانی کی وجہ سے ہوا تھا جس کا چڑھنا اور اترنا خدا کے حکم کے مطابق تھا۔ پس اللہ تعالیٰ کو اپنی عبادت، اپنی بادشاہت قائم کروانے کے لئے نہیں چاہئے بلکہ بندوں کو جو اس کے حکموں پر چلنے والے ہیں جزا دینے کے لئے ہے اور پھر اتنا بڑا انعام کہ تم میری وحدانیت کو قائم کرکے میری بادشاہت کے قیام کرنے والوں میں شمار ہو رہے ہو۔

پھر دیکھیں حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ خدا کا سلوک جسے خدا نے تمام دنیا میں اپنی بادشاہت قائم کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ ایک یتیم بچہ جو بچپن سے ہی خاموش اور علیحدہ رہنے والا تھا لیکن خدا نے آپ ﷺ پر ہی نظر ڈالی کیونکہ آپؐ سب سے بڑے عابد تھے۔ اللہ تعالیٰ بتانا چاہتا تھا کہ تم اس شخص کو جس کا بچپن یتیمی میں گزرا۔ جو اپنے کام سے کام رکھنے والا ہے۔ بظاہر دنیا کی نظر میں کمزور ہے۔ لیکن مَیں نے اسے بچپن سے ہی اپنے اُس کام کے لئے چن کر تیار کرلیا ہے جو دنیا کی رہنمائی کا کام ہے اور یہ میرا وہ حقیقی عابد ہے جس کے مقابلے کا کوئی عابد نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسانوں میں میری صفات کا کوئی حقیقی پرتَو ہوسکتا ہے تو یہ انسان کامل ہے۔ پس اے مکّہ والو! جسے آج تم کمزور سمجھ رہے ہو، کل یہ تمہارا حکمران ہوگا۔ مکّہ کے ابتدائی حالات دیکھیں۔ کیا کیا ظلم تھے جو آپؐ پر روا نہیں رکھے گئے یا وہ ظلم آپؐ کے ماننے والوں پر نہیں ہوئے۔ ان کے واقعات پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ یہاں تک کہ آپؐ کے خلاف قتل تک کے منصوبے ہوئے لیکن فتح مکّہ اس بات پر گواہ ہے کہ وہ معبودِ حقیقی جو عزیز اور غالب ہے جس کے آگے آپؐ جھکتے تھے۔ اس کے آگے اس کا عابد بندہ اور کامل انسان ہی آخر کو غالب آیا اور کفار مکہ کے وہ بُت جن کی تعداد 360 تک پہنچی ہوئی تھی کچھ کام نہ آسکے۔ وہ بت جو انہوں نے خدا کے مقابلے پر گھڑے ہوئے تھے وہ ان کے کسی بھی کام نہیں آسکے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ قُلْ اَرُوْنِیَ الَّذِیْنَ اَلْحَقْتُمْ بِہٖ شُرَکَآءَ کَلَّا۔ بَلْ ھُوَ اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (سبا:27) تو کہہ دے کہ مجھے وہ دکھاؤ تو سہی جنہیں تم نے شرکاء کے طور پر ان کے ساتھ ملا دیا ہے۔ ہرگز ایسا نہیں بلکہ وہی اللہ ہے جو کامل غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔

پس فتح مکّہ اور آنحضرت ﷺ کی زندگی میں عرب کے وسیع علاقہ میں بلکہ باہر تک بھی اسلام کا پھیل جانا اُس معبود حقیقی کے عزیز ہونے کا بڑا روشن نشان ہے جس کی عبادت آنحضرت ﷺ نے کی اور اپنے ماننے والوں سے کروائی اور پھر وہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی بادشاہت قائم کرنے والے بنے۔ وہ شریک جو کفّار نے اللہ تعالیٰ کے بنا کر خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے تھے، وہ تو ان کے کچھ کام نہیں آسکے۔ غلبہ تو اسی عزیز خدا کو حاصل ہوا جس کی عبادت میں حکمت ہے۔ بتوں کی عبادت میں کیا حکمت ہوسکتی ہے۔ اگر ہے تو اللہ تعالیٰ کا چیلنج ہے کہ دکھاؤ۔ لیکن نہیں دکھا سکتے۔ کوئی بھی شریک جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ہے جس کو تم طاقتور سمجھتے ہو اس کی طاقت کا اظہار تو کرکے دکھاؤ لیکن نہیں کرسکتے۔ پھر آنحضرت ﷺ کا دور ختم نہیں ہو گیا۔ آپؐ کی وفات کے بعد یا آپؐ کے خلفاء کی وفات کے بعد ہر صدی میں اللہ تعالیٰ کی حکومت دلوں میں قائم کروانے اور سچے اور واحد و یگانہ خدا کی پہچان کروانے کے لئے مجدد پیدا ہوتے رہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی بشارت اور پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے۔ آپؑ کا ابتدائی زمانہ دیکھیں کیا تھا۔ اپنے گھر والوں کی عدم توجہ کا شکار۔ اس لئے کہ دنیا سے بے رغبتی تھی۔ اس لئے کہ صرف اور صرف معبود حقیقی سے لو لگائی ہوئی تھی جس کی وجہ سے بعض دفعہ گھر والے آپؑ کے لئے کھانے وغیرہ کا بھی کوئی خیال نہیں رکھتے تھے۔ لیکن جب معبود حقیقی نے آپؑ کو اپنی بادشاہت قائم کرنے کے لئے چنا تو وہی شخص جس کے متعلق کہا جاتا تھا کہ دیکھ لو مسجد کے کسی کونے میں پڑا ہوگا یا یہ الفاظ سننے کو ملتے تھے کہ یہ لڑکیوں کی طرح شرماتا ہے اور لوگوں کے سامنے آنے سے ڈرتا ہے۔ وہی کمزور شخص معبود حقیقی کا حقیقی عبد بنا اور تمام دنیا نے اس کے علم و عرفان سے پُر کلام کے وہ نظارے دیکھے کہ حیران و ششدر رہ گئے۔ وہی جو لڑکیوں کی طرح شرمانے والا کہلاتا تھا، جادو بیان مقرر کہلایا۔ آج اس کے علم کلام کو دنیا حیرت کی نظر سے دیکھتی ہے۔ کئی عرب جو انصاف کی نظر سے دیکھنے والے لوگ ہیں، آپؑ کا عربی کلام پڑھ کر مجھے خط لکھتے ہیں کہ یہ کلام خدا کے کسی خاص تائید یافتہ بندے کا ہی ہوسکتا ہے۔ آج اس شخص کو ماننے والے جو دنیا کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے ہیں یہ اس بات کا کافی ثبوت ہیں کہ اللہ تعالیٰ خود جس طرح چاہتا ہے اپنی بادشاہت قائم کرتا ہے۔ ہمیں تو خدا تعالیٰ پاک لوگوں سے تعلق جڑوا کر اپنے حقیقی معبود ہونے کا فہم و ادراک دلوا رہا ہے تاکہ ہم اس معبود حقیقی کی بادشاہت کو دنیا میں قائم کرکے اس کی رضا حاصل کرنے والے بن سکیں۔

پس ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ عرب کے اس فانی فی اللہ کی دعائیں ہی تھیں جس نے ہزاروں لاکھوں مردے زندہ کردیئے اور آج بھی اس فانی فی اللہ کے عاشق صادق کی دعائیں ہی ہیں جو جماعت کی ترقی کا باعث بن رہی ہیں اور اگر ہماری کسی کوشش میں کوئی پھل لگ رہا ہے تو ان دعاؤں کے طفیل ہی لگ رہا ہے اور ہم مفت میں اللہ تعالیٰ کی بادشاہت قائم کرنے والے کہلا رہے ہیں۔ لیکن ہم یہ پھل اس وقت تک کھاتے رہیں گے جب تک ہم اس معبود حقیقی کی طرف جھکتے چلے جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت ﷺ کے مقام عبودیت کا حقیقی فہم و ادراک دلواتے ہوئے ہمیں اس اُسوہ پر چلنے کی تلقین فرمائی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”دنیا میں ایک رسول آیا تاکہ بہروں کو کان بخشے کہ جو نہ صرف آج سے بلکہ صدہا سال سے بہرے ہیں“۔ پھر فرماتے ہیں کہ ”کون اندھا ہے اور کون بہرہ، وہی جس نے توحید کو قبول نہیں کیا اور نہ اس رسول کو جس نے نئے سرے سے زمین پر توحید کو قائم کیا۔ وہی رسول جس نے وحشیوں کو انسان بنایا اور انسان سے با اخلاق انسان یعنی سچے اور واقعی اخلاق کے مرکز اعتدال پر قائم کیا اور پھر با اخلاق انسان سے باخدا ہونے کے الٰہی رنگ سے رنگین کیا۔ وہی رسول، ہاں وہی آفتاب صداقت، جس کے قدموں پر ہزاروں مردے شرک اور دہریت اور فسق و فجور کے جی اٹھے“۔

(تبلیغ رسالت جلد ششم۔ بحوالہ ”مرزا غلام احمد قادیانی اپنی تحریروں کی رو سے“ جلد اوّل صفحہ 407)

پس حقیقی با اخلاق وہی ہے جو ظاہری اخلاق سے ترقی کرکے معبود حقیقی کی پہچان کرے اور آنحضرت ﷺ کی بعثت کا یہی مقصد تھا کہ آپؐ دنیا کو معبود حقیقی کی پہچان کروانے کے لئے آئے تھے اور آپؐ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا بھی یہی مقصد ہے اور آپؑ کو ماننے والوں، وہ جو حقیقی ماننے والے ہیں، کا بھی یہی مقصد ہونا چاہئے۔ کہ صرف ظاہری دنیاوی اخلاق ہی مطمح نظر نہ ہوں بلکہ معبود حقیقی کا حقیقی عابد بننے کی ہم کوشش کریں اور دنیا کو بھی اس سے آگاہ کریں۔

ظاہری دنیاوی اخلاق رکھنے والے جن کا خدا کا خانہ خالی ہے ان کا حال تو حضرت خلیفہ ثانی نے ایک دفعہ یوں بیان فرمایا تھا کہ ایک مجلس ہوئی جس میں بہت پڑھے لکھے لوگ اور بڑے با اخلاق اور بڑے معاشرے کے اعلیٰ اخلاق کے کہلانے والے اور سوبر (Sober) کہلانے والے لوگ تھے۔ اس مجلس میں دوستوں نے کہا کہ ہم تکلف، تصنع اور رکھ رکھاؤ سے تنگ آگئے ہیں۔ یہ ضرورت سے زیادہ تکلّف شروع ہوگیا ہے۔ اس تکلّف نے ہماری زندگیاں اجیرن کردی ہیں تو آج کی اس مجلس میں جو دوست بیٹھے ہیں یہ بے تکلّف ہونی چاہئے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں سمجھا کہ دائرہ اخلاق میں رہتے ہوئے بے تکلّفی کی مجلس ہوگی۔ لیکن فرماتے ہیں کہ وہاں ایسا طوفان بدتمیزی تھا اور اخلاقیات سے گری ہوئی حرکتیں تھیں کہ وہاں بیٹھنا مشکل ہوگیا۔

کچھ عرصہ ہوا مجھے بھی ایک عزیز نے بتایا کہ پاکستان میں جو بظاہر پڑھا لکھا اور سلجھا ہوا طبقہ ہے یا

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

کہلاتا ہے۔ ان کی مجالس میں اتنی اخلاق سوز اور بے ہودہ حرکتیں ہوتی ہیں کہ ان مجالس میں کوئی احمدی تو کیا وہاں کوئی بھی شریف آدمی جس میں ذرا بھی شرافت ہو نہیں بیٹھ سکتا۔ تو ان لوگوں کی یہ حرکتیں تو ہوں گی کیونکہ معبود حقیقی سے دور جانے والے ہیں۔ اس کی پہچان کرنے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔ معبود حقیقی کی بادشاہت تو اس وقت قائم ہوگی جب نیکی اور تقوٰی قائم ہوگا یا اس کی بادشاہت قائم کرنے والے تب کہلا سکیں گے جب اعلیٰ اخلاق، دنیاوی اخلاق کے ساتھ دینی اخلاق کے بھی اعلیٰ معیار حاصل ہوں گے، عبادتوں کے بھی اعلیٰ معیار حاصل ہوں گے۔ پس اس زمانے میں بھی با اخلاق اور باخدا بننے والے وہی ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کرکے پھر اس کے حقیقی حسن کو سمجھا اور دیکھا ہے اور آج بھی ہمیں حقیقی کامیابیاں اُسی وقت حاصل ہوں گی جب ہم باخدا انسان بننے کی کوشش کریں گے۔ معبود حقیقی کو پہچانیں گے۔ پس اپنے مقصد کے حصول کے لئے ہر احمدی کو اس اصل کو پکڑنے کی کوشش کرنی چاہئے کہ ہماری کامیابی، ہماری ترقی چاہے انفرادی ہو، چاہے جماعتی ہو اس کا راز معبود حقیقی کی عبادت میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے صفت عزیز کے ذکر میں قرآن کریم میں اس طرف توجہ دلائی ہے۔ تمام انبیاء کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے اور آج بھی مومنین کی ترقی اسی سے وابستہ ہے۔

اس وقت مَیں قرآن کریم کی چند آیات پیش کرتا ہوں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے معبود حقیقی ہونے کے ساتھ صفت عزیز کا ذکر فرمایا ہے۔ جو آیت مَیں نے تلاوت کی ہے آل عمران کی 19 ویں آیت ہے۔ ترجمہ اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انصاف پر قائم رہتے ہوئے شہادت دیتا ہے کہ اُس کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور فرشتے بھی اور اہل علم بھی یہی شہادت دیتے ہیں کوئی معبود نہیں مگر وہی کامل غلبہ والا اور حکمت والا۔

اس آیت سے پہلے کی آیات میں بھی ایمان لانے والوں کے استغفار کا بیان ہے اور پھر یہ کہ وہ صبر کرنے والے ہیں۔ سچ بولنے والے ہیں۔ فرمانبردار ہیں۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے ہیں اور راتوں کو اٹھ کر اپنے معبود حقیقی کے آگے استغفار کرتے ہوئے جھکنے والے ہیں۔ پس ایسے لوگ ہیں جو حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو پہچانتے ہیں اور اس کی بادشاہت اپنے دلوں میں قائم کرتے ہیں اور دنیا میں بھی پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس یہ گواہی جو اللہ نے دی ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے یہ گواہی فرشتے بھی دیتے ہیں اور علم رکھنے والے بھی دیتے ہیں۔ یہ یونہی گواہی نہیں ہے اللہ تعالیٰ یہ بات انصاف کے ساتھ کر رہا ہے۔ علم رکھنے والے کون لوگ ہیں جو گواہی دے رہے ہیں؟ یہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے انبیاء ہیں اسی طرح انبیاء کی تعلیم کو حقیقی طور پر ماننے والے ہیں۔ ایسے لوگ جو خدائے واحد کی پرستش نہیں کرتے وہ چاہے جتنا بھی اپنے آپ کو اہل علم کہیں، اپنے آپ کو عقل وشعور والا کہیں، اللہ تعالیٰ کی گواہی یہ ہے کہ وہ دنیاوی آنکھ رکھنے والے تو ہیں لیکن دین کی آنکھ ان کی اندھی ہے۔ اپنے مقصد پیدائش کو وہ بھولنے والے ہیں۔ جو یہ نظریہ پیش کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ کسی نبی نے کہا کہ مجھے خدا کے برابر ٹھہراؤ وہ جھوٹے ہیں کیونکہ سب سے زیادہ اولوالعلم تو انبیاء ہوتے ہیں اور وہ کبھی یہ حرکت نہیں کر سکتے۔ پس یقیناً یہ الزام جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لگایا جاتا ہے یہ بعد میں آنے والوں کا الزام ہے جو آپؑ کی طرف منسوب کیا گیا ہے کہ وہ خدا کے برابر ہیں۔ انہوں نے تو کبھی نہیں کہا اور نہ کہہ سکتے تھے۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کے سچے نبی تھے۔ قرآن کریم کی رو سے ایسے لوگ اہل علم نہیں کہلا سکتے۔ اللہ تعالیٰ تو واحد ہے، غالب ہے اور حکمت والا ہے۔ کیا جب وہ عزیز ہے اور سب طاقتوں کا مالک ہے تو کیا اسے کسی مددگار معبود کی ضرورت ہے؟ اس طرح تو پھر ہر خدا اپنی اپنی مرضی کرنے لگ جائے گا اور تمام کائنات کا نظام تہ وبالا ہو جائے گا۔ یہ گواہی اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ اسلام تو خدا تعالیٰ کا یہ تصور پیش کرتا ہے کہ اس کا ہر فعل حکمت سے پُر ہے۔ کیا یہ حکمت ہے کہ مقابلے پر اور خدا کھڑے ہوں؟ ایک عام عقل کا آدمی بھی ایسی حکمت سے عاری بات نہیں کر سکتا کہ اس کے دائرہ اختیار میں کوئی دوسرا ہر وقت دخل دینے والا ہے۔ کجا یہ کہ خدا تعالیٰ جو عزیز ہے اور تمام دوسری صفات کا بھی جامع ہے اس کی طرف یہ باتیں منسوب کی جائیں۔ تو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ سورۃ المومن میں فرماتا ہے کہ تَدْعُوْنَنِیْ لِاَکْفُرَ بِاللّٰہِ وَاُشْرِکَ بِہٖ مَا لَیْسَ لِیْ بِہٖ عِلْمٌ وَّاَنَا اَدْعُوْکُمْ اِلَی الْعَزِیْزِ الْغَفَّارِ (المومن:43) کہ تم مجھے بلا رہے ہو کہ مَیں اللہ تعالیٰ کا انکار کر دوں اور اس کا شریک اسے ٹھہراؤں جس کا مجھے کوئی علم نہیں اور مَیں کامل غلبے والے اور بے انتہا بخشنے والے خدا کی طرف بلاتا ہوں۔

پس یہ عقل والوں کا جواب ہے۔ یہ انبیاء کا جواب ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کو سکھایا اور انبیاء کے ذریعے سے ان کے ماننے والوں کو سکھایا۔ اَور جگہوں پر یہ بھی ہے کہ تم جس طرف بلا رہے ہو اس کی دلیل کیا ہے۔ کیا ایسے خداؤں پر مَیں ایمان لاؤں جو کسی قسم کا نفع یا نقصان کی طاقت نہیں رکھتے۔ یہ تو ایسی باتیں ہیں جو عقل سے عاری لوگوں کی باتیں ہیں۔ میرا خدا تو وہ غالب خدا ہے جو میرے گناہوں کو بخشنے والا ہے اگر مَیں اس کے آگے جھکتے ہوئے استغفار کروں۔ پس یہ جہالت کی باتیں تم تو کر سکتے ہو، مَیں نہیں کر سکتا۔ جس کو اللہ تعالیٰ کی صفات کا مکمل ادراک ہو چکا ہے۔ کیونکہ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے نور ایمان سے بھر دیا۔ یہ ایک مومن کا جواب ہوتا ہے۔

اس آیت سے پہلے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان سے کہو میں تمہیں نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے آگ کی طرف بلاتے ہو۔ پس مَیں تو تمام طاقتوں والے خدا کی طرف بلاتا ہوں جو تمہیں نجات دے گا اور تم استغفار کرتے ہوئے اس کے آگے جھکو تاکہ اب تک جو برائیاں ہو چکی ہیں اس سے بخشے جاؤ اور نجات پاؤ اور پھر جب ایمان میں ترقی کرو گے، اپنی عبادتوں کے اعلیٰ معیار قائم کرو گے تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نجات سے اوپر کے بھی راستے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ (المومنون:2-3) یقیناً مومن فلاح پا گئے، اپنی مراد کو پہنچ گئے۔ صرف گناہوں سے بخشش نہیں ہوتی بلکہ جو ایمان میں ترقی کرتے ہیں۔ جو یہ تڑپ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بادشاہت قائم کریں۔ پھر وہ خدا تعالیٰ کا قرب پانے والے ہوتے ہیں۔ ان کی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ ہر نئے درجے پر پہنچ کر انہیں مزید نئے درجے حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس یہ ہے معبود حقیقی سے تعلق پیدا کرنے والوں کا مقام کہ درجوں کے بڑھنے کے بعد درجے ختم نہیں ہو جاتے بلکہ ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے۔ اب کوئی ہوش مند یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ شرک کرکے آگ کے عذاب میں پڑے؟ وہ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کا فہم وادراک عطا فرما دیا کیا وہ یہ سوچ سکتا ہے کہ ان لوگوں کی باتیں سن کر آگ کا عذاب سہیڑے؟ بجائے اس کے کہ جو اونچی چوٹیاں ہیں، نیکیوں کی تلاش ہے ان کو حاصل کرے۔

پھر اللہ تعالیٰ سورۃ الحج میں فرماتا ہے مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ (الحج:75) انہوں نے اللہ کی ایسی قدر نہیں کی جیسا اس کی قدر کا حق تھا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت طاقتور اور کامل غلبہ والا ہے۔ یعنی تم اللہ تعالیٰ کی طاقتوں کو اپنی طاقتوں پر قیاس نہ کرو۔ اور اپنی طاقتوں پر قیاس کرتے ہوئے یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کی طاقتیں بھی محدود ہیں۔ وہ قوی ہے۔ عزیز ہے اور اس کی طاقتیں لامحدود ہیں۔ تم کو اس کی طاقتوں کا اندازہ نہیں ہے۔ اس لئے شریک ٹھہراتے ہو۔ تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ تو بہت طاقت والا ہے۔ اس کی قوتوں کا اندازہ انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ اگر عقل کا صحیح استعمال ہو اور زمین اور آسمان کی پیدائش پر ہی غور کرو تو اندازہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں کیا کیا عجائبات ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت اور اس سے پہلی آیت کو جوڑ کر اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ معبودوں کے بارے میں فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِاجْتَمَعُوْا لَہٗ۔ وَاِنْ یَّسْلُبْھُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْہُ مِنْہُ۔ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ۔ مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ (الحج:74-75) کہ ’’جن لوگوں کو تم خدا بنائے بیٹھے ہو، وہ تو ایسے ہیں کہ اگر سب مل کر ایک مکھی پیدا کرنا چاہیں تو کبھی پیدا نہ کر سکیں اگرچہ ایک دوسرے کی مدد بھی کریں۔ بلکہ اگر مکھی ان کی چیز چھین کر لے جائے تو انہیں طاقت نہیں ہوگی کہ وہ مکھی سے چیز واپس لے سکیں۔ ان کے پرستار عقل کے کمزور اور وہ طاقت کے کمزور ہیں۔ کیا خدا ایسے ہوا کرتے ہیں؟ خدا تو وہ ہے کہ سب قوتوں سے زیادہ قوت والا اور سب پر غالب آنے والا ہے۔ نہ اس کو کوئی پکڑ سکے اور نہ مار سکے۔ ایسی غلطیوں میں جو لوگ پڑتے ہیں وہ خدا کی قدر نہیں پہچانتے اور نہیں جانتے خدا کیسا ہونا چاہئے‘‘۔ (’اسلامی اصول کی فلاسفی‘۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 374-375۔ مطبوعہ لندن)

جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ خدا کی حقیقی صفات کا ادراک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے احمدیوں میں پیدا کیا ہے۔ دوسرے اس تک پہنچ ہی نہیں سکتے۔ دوسرے مسلمان آج کل باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے، اللہ تعالیٰ کی صفات کا حقیقی ادراک نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ کو عزیز ماننے کے باوجود، سب قدرتوں کا مالک ماننے کے باوجود بعض ایسے نظریات رکھتے ہیں جن سے لاشعوری طور پر خدا کے شرک کا اظہار ہوتا ہے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر بیٹھنا سمجھنا۔ ابھی بہت بڑا طبقہ اس نظریے پر قائم ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظاہری طور پر پرندے پیدا کرنا۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ انسان یا جو بھی اس

DEAN MANSON SOLICITORS

We specialise in Immigration & Nationality law; Commercial, Media & Entertainment, Conveyancing, Employment, Family & Ancillary Proceedings, Criminal & Civil Litigation

CONTACT

Muzaffar Mansoor- Ejaz Baig & Shazia Bhatti (Solicitors)

243-245 MITCHAM ROAD, TOOTING, LONDON SW17 9JQ

TEL: 020 8767 5000

EMAIL: info@dmansonsolicitors.com

Regulated by the Solicitors Regulation Authority

کے مقابلے پر شریک کھڑے کئے جائیں ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے، کجا یہ کہ تم کہتے ہو کہ فلاں انسان نے زندہ پرندے بنا کر پیدا کر دیئے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک واقعہ لکھا ہے۔ (یہ لطیفہ ہی ہے) کہ ایک دفعہ ایک مولوی صاحب سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ مسیح نے پرندے پیدا کئے ہیں اور ہوا میں جو پرندے اڑ رہے ہیں ان میں سے کچھ مسیح نے پیدا کئے ہوں گے کچھ خدا تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں۔ تو آپؑ ان میں کوئی فرق کر کے دکھا سکتے ہیں؟ جن سے پتہ لگے کہ مسیح کے پیدا کردہ پرندے کون سے ہیں اور خدا تعالیٰ کے پیدا ہونے والے پرندے کون سے ہیں۔ تو مولوی صاحب پنجابی میں کہنے لگے۔ ’’اے تے ہن مشکل اے او دونوں رَل مِل گئے نیں‘‘۔ کہ اب تو یہ بہت مشکل بات ہو گئی ہے کیونکہ جو مسیح نے پرندے پیدا کئے تھے اور جو اللہ تعالیٰ نے پرندے پیدا کئے تھے اب دونوں اس طرح مل گئے ہیں کہ ان کی پہچان مشکل ہے۔ یہاں بیٹھے ہوئے ہوا میں پہچانے نہیں جا سکتے کہ کون کس کا پیدا کیا ہوا ہے۔ تو یہ حال ہے ہمارے بعض علماء کا جن کے پیچھے چل کر بعض معصوم لوگ اپنے ایمان کو بھی خراب کرتے ہیں۔

پس احمدی کو اس واحد خدا کی طرف ہمیشہ جھکنا چاہئے جو سب طاقتوں کا سرچشمہ ہے۔ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے۔ کوئی نہیں جو اس کی طاقتوں کا مقابلہ کر سکے اور یہی خدا کی بادشاہت دلوں میں پیدا کرنے کا طریق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (الجاثية:38) اور اسی کی ہے ہر بڑائی آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی اور وہی کامل غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔ پس اس خدا کے سامنے ہمارا ہر وقت سر جھکے رہنا چاہئے۔ ہر قسم کے شرک سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس معبود حقیقی کے آگے ہمیں جھکنا چاہئے کہ اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔ وہی ہے جو تمام طاقتوں کا سرچشمہ ہے۔ عزیز خدا ہے، حکیم خدا ہے جس کے ساتھ وابستہ رہ کر غلبہ عطا ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے، ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ مَیں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے مَیں بازاروں میں مُنادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں۔ اور کس دوا سے مَیں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں‘‘۔ (’کشتیٔ نوح‘ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 21-22 مطبوعہ لندن)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

’’اس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری روح اور ہمارا ذرّہ ذرّہ وجود کا سجدہ کرتا ہے جس کے ہاتھ سے ہر ایک روح اور ہر ایک ذرہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے۔ اور کوئی چیز نہ اس کے علم سے باہر ہے نہ اس کے تصرف سے۔ نہ اس کے خلق سے اور ہزاروں درُود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اس پاک نبی محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوتوں کا ہم کو چمکنے والا چہرہ دکھاتا ہے۔ سو ہم نے ایسے رسول کو پایا جس نے خدا کو ہمیں دکھلایا اور ایسے خدا کو پایا جس نے اپنی کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا۔ اس کی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے۔ جس کے بغیر کسی چیز نے نقش وجود نہیں پکڑا اور جس کے سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ وہ ہمارا سچا خدا بے شمار برکتوں والا ہے اور بے شمار قدرتوں والا اور بے شمار حسن والا اور احسان والا، اس کے سوا کوئی اور خدا نہیں‘‘۔ (نسیم دعوت۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 363 مطبوعہ لندن)

پس ہمیں اپنے مقصد کے حصول کے لئے اپنے خدا سے اتنا تعلق پیدا کرنا چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے ہمارے تعلق کو دیکھ کر اور اس کے ہمارے حق میں صفت عزیز کے اظہار کو دیکھ کر اور تمام دنیا میں نیکی اور تقویٰ کے قائم کرنے کی خواہش اور کوشش کو دیکھ کر اور ہمارے غلبہ کو دیکھ کر غیر کے منہ سے بھی یہ الفاظ نکلیں جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یوں بیان فرمایا ہے کہ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ (الحجر: 3) یعنی بسا اوقات وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا یہ چاہیں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔ پس ہماری عبادتوں کے معیار، ہمارا خدا تعالیٰ پر انحصار اور ہمارا مقصد جب تک اس حد تک نہ چلا جائے کہ دوسرے مجبور ہوں کہ اس کا اظہار کریں ہمارا عبد بننے کا دعویٰ اور ہمارے مقاصد کے حصول کے لئے کوشش مکمل نہیں ہو گی۔ یہ ٹھیک ہے کہ عبادتیں کسی کو دکھانے کے لئے نہیں کرنی۔ نیکی اور تقویٰ کسی سے انعام کے لئے نہیں دکھانا۔ لیکن اس لئے ضرور ہونا چاہئے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے سفیر ہیں اور ہمارا مقصد دنیا میں خدا اور رسول ﷺ کی بادشاہت قائم کرنا ہے۔ آج کی دنیا میں یہ بہت بڑا چیلنج ہے اور اس چیلنج کو ہر احمدی کو قبول کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی عابد اور موحد بننے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے مقصد کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عالی مقام
از صفحہ نمبر 4

Apokryphen اور سپینش زبان میں Apocrifos کے عُنوان سے چھپ چُکی ہیں اور مارکیٹ سے خریدی جا سکتی ہیں۔ اور اَب تو اِن گُم شُدہ اناجیل کی فہرست اِنٹرنیٹ پر online بھی دستیاب ہے جس کا اِنٹرنیٹ میں پتہ یہ ہے:

www.wikipedia.org

اِنٹرنیٹ میں اِس پتہ پر جا کر apocryphal کا لفظ Search کے خانہ میں لکھ کر تلاش کریں تو دُنیا کی جِس بڑی زبان میں چاہیں اِن گمشدہ اناجیل کی فہرست سامنے آجائے گی۔

بائبل کی اِن گمشدہ کتابوں کو جرمن زبان میں سوئٹزر لینڈ سے .Manese Verlag کمپنی نے Zuerich سے سن 1988 میں پہلا ایڈیشن اور 2004ء میں دوسرا ایڈیشن Apokryphen کے نام سے شائع کیا ہے۔ اس جرمن Apokryphen کتاب پر ISBN 3.7175-1756.2 نمبر درج ہے۔

انگریزی زبان میں بھی بائبل کی یہ گمشدہ کُتب Oxford University Press کی طرف سے The Holy Bible with Apocrypha کے عُنوان سے چھپ چُکی ہیں اور اِس انگریزی کتاب پر ISBN 0.19.107001-7 نمبر درج ہے۔

سپینش زبان اور دُنیا کی بڑی دیگر زبانوں میں بھی بائبل کی گمشدہ کُتب Apocrypha اب چھپ چُکی ہیں۔

بائبل کے متعلق اب مغربی محقق بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ موجودہ بائبل وہ بائبل نہیں ہے جو حضرت موسیٰؑ یا حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوئی تھی۔ بلکہ موجودہ بائبل بعد میں لکھی گئی اور اس کی کچھ کتب ضائع ہو گئیں اور بعد میں کئی فلسفے بائبل میں داخل ہوئے۔

❁...... ایک جرمن مذہبی محقق Mr. Martin Ableitner بائبل کی حیثیت کے بارہ میں لکھتے ہیں:

(نوٹ۔ انٹرنیٹ سے لی گئی یہ تحریر اُس جرمن ویڈیو فِلم کی کمنٹری کا ایک حصّہ ہے جو فِلم مورخہ 27.03.2005 کو جرمن ٹیلی ویژن RTL 2 پر کشمیر ہندوستان میں موجود حضرت عیسیٰؑ کی قبر کے متعلّق دکھائی گئی۔ انٹرنیٹ میں اِس تحریر کا عُنوان یُوں تھا:

w w w . w e l t d e r w u n d e r . d e

زیرِعنوان Die Akte Jesus

TV.Thema vom 27.03.2005 Welt der Wunder RTL ii)

جرمن الفاظ یوں ہیں:

"Das Quellenproblem"

Strittig bleibt allerdingen, ob hinter der legendenumrankten Lebensgeschichte des Religionsstifters mehr steckt als eine von Interessen, Wuenschen und person lichen Ueberzeugungen modellierte Symbolfigur. Erschwert wird die Diskussion durch eine sehr beschränkte Quellenlage: Das meiste, was wir ueber Lebeb und Wirken Jesu wissen stammt aus den Schriften der vier Evangelisten im Neuen Testament. Auf die Biederum ist aber nur beschraenkt Verlass, ist diese doch ein Produkt ueberzeugter und damit nicht objektivurteilender Jesus-Anhaenger. Die Bibel darf daher nicht als historisches Geschichtsbuch angesehen werden, sondern vielmehr als zweckorientiertesGlaubensbuch, welches Zweifek ausraeumen und Glauben saeen sollte. Hinzu kommt, das die Evangelisten Markus, Matthäus, Lukas und Johannes keine Zeitzeugen Jesus waren, die ersten Aufzeichnungen entstanden erst ca. 70 n. Chr.

(Martin Ableitner)" (www.weltderwunder.de TV-Thema vom 27.03.2005 Die Akte Jesus.)

اِس مندرجہ بالا جرمن عبارت کا اُردو ترجمہ یہ ہے

جرمن عُنوان۔ ’’اصل ماخَذ کا مسئلہ‘‘

حضرت عیسیٰؑ کی شخصیت کے متعلق اب متنازعہ فیہ بات یہ ہے کہ کیا آیا اِن (انجیل لکھنے والے) لوگوں نے حضرت عیسیٰ کے وجود کے متعلق یہ عقیدہ اپنی ذاتی خواہشات یا اپنے مذہبی لگاؤ کی بناء پر جنون کی حدّ تک جا کر کہیں از خُود تو قائیم نہیں کر لیا! یا واقعی یہ ایک حقیقت ہے! اِس بحث میں آ کر مُشکِل وہاں پیدا ہوتی ہے جب یہ پتہ چلتا ہے کہ ان لوگوں کے پاس اِس عقیدہ کے مأخَذ (بُنیادی ثبوت) بہت کم ہیں۔

حضرت عیسیٰؑ کے وجود کے بارہ میں بحث کے لئے ہمارے پاس معلومات کا سب سے بڑا مأخَذ بائبل یعنی عہد نامہ جدید کی چار انجیلیں ہیں۔ پھر اگر بائبل پر غور سے نظر ڈالی جائے تو بائبل پر بھی اعتماد نہیں کیا جا سکتا کیونکہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا بائبل وہی کتاب نہیں ہے جو کہ اُن لوگوں نے لکھی ہے جو غیر جانبدار نہیں تھے۔

بائبل لکھنے والوں کا مسیح پر گہرا ایمان تھا اِس وجہ سے اِس بحث میں بائبل کو تاریخ کی ایک مُستَنَد کتاب کی حیثیت حاصل نہیں ہو گی، کیونکہ بائبل کی تحریر کا مقصد ایک مخصوص قِسم کے ایمانی خیالات کو قائم کرنا ہے، بائبل صِرف مذہبی شکوک کو ہی دُور کرتی ہے اور ایک مخصوص عقیدہ کا بیج انسانی ذہن میں بوتی ہے۔ مزید برآں بائبل

کی حیثیت اِس وجہ سے بھی قابلِ اعتماد نہیں ، کیونکہ عہد نامہ جدید کی چاروں انجیلوں کے لکھنے والے مصنّفین متّی ، مَرقس ، لُوقا ، یوحنّا نے حضرت عیسیٰؑ کی زِندگی کے زمانے کو نہیں پایا۔ بائبل کا عہد نامہ جدید (یعنی چارانا جیل) دُنیا میں پہلی مرتبہ حضرت عیسیٰؑ کے 70 سال بعد شائع ہوا''۔

اعتراض نمبر 3

بانی جماعت احمدیہ نے عیسائی مذہب کے روایتی عقیدہ کفّارہ یعنی حضرت عیسیٰؑ کی صلیب پر موت اور آسمان پر جانے کا اِنکار کیا ہے اور اور کشمیر ہندوستان میں حضرت عیسیٰؑ کی قبر کا ذِکر کیا ہے۔

اعتراض نمبر 5 کا جواب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب سے زِندہ اترنے اور فلسطین سے کشمیر (ہندوستان) ہجرت اور کشمیر (ہندوستان) میں قبرِ عیسیٰؑ کا ذِکر تو اَب یورپ کے انصاف پسند محقق بھی کرنے لگے ہیں۔

محققین کی تحقیق پیش کرنے سے پہلے بانی مسلم جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی بات سے سو فیصد مطابقت رکھنے والی حضرت عیسیٰؑ کی بات بائبل سے پیش ہے جو حضرت عیسیٰؑ نے ایلیاہ نبی کے نزول کے بارہ میں یہودیوں کے سامنے بیان کی تھی۔ ایلیاہ نبی کے بارہ میں اگر اِس دعویٰ میں حضرت عیسیٰؑ سچے تھے تو حضرت بانی جماعت احمدیہ بھی کشمیر ہندوستان میں قبرِ عیسیٰؑ کے دعویٰ میں سچے ہیں۔

❁......تورات میں ایلیاہ (الیاس) نبی کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ زِندہ آسمان پر چلے گئے۔

''ایلیاہ بگولے میں آسمان پر چلا گیا''

(2۔سلاطین باب 2 آیت 11)

❁......تورات میں ملاکی نبی نے پیشگوئی کی تھی کہ ایلیاہ دوبارہ آئے گا۔

'' دیکھو خُداوند کے بزرگ اور ہولناک دِن کے آنے سے پیشتر مَیں ایلیاہ نبی کو تُمہارے پاس بھیجوں گا''۔

(ملاکی باب 4 آیت5)

❁......حضرت عیسیٰؑ نے یہودیوں کے سامنے ایلیاہ کے آسمان پر جانے اور آسمان سے اُترنے کا اِنکار کیا۔

''سب نبیوں اور توریت نے یوحنا تک نبوت کی اور چاہو تو مانو ایلیاہ جو آنے والا تھا یہی ہے جس کے سُننے کے کان ہوں وہ سُن لے''۔

(انجیل متی باب 11 آیت 14-15)

بانی مُسلم جماعت احمدیہ کا اعلان بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اعلان کی طرح کا ہے۔

اِسلام میں خَاتَمُ النَّبِیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مسیحِ موعود یعنی امام مَہدیؑ کے آنے کی پیش گوئی۔

بائبل کی پیشگوئی تورات استثناء باب 18 آیت 18 اور انجیل یوحنّا باب 16 آیت 12-14 کی پیشگوئی کے مطابق عرب کے شہر مکّہ میں فاران کی پہاڑیوں کے پاس مکّہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور مذہب اِسلام کا آغاز ہوا۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خَاتَم النبیین ہیں یعنی قرآن شریف شرعی لحاظ سے مکمل اور آخری شرعی کتاب ہے اور قُرآن شریف کی حفاظت کا ذِمہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک اپنے ذِمہ لیا ہوا ہے۔ نیز قُرآن شریف کی سورت نمبر 62 سورۃ الجمعہ آیت نمبر 4 میں آیا ہے

وَ ا خَرِیْنَ مِنْھُم لَمَّا یَلحَقُوْا بِھِمْ اور اِن صحابہ کی جماعت کے سِوا ایک دوسری قوم میں بھی جو ابھی تک اُن سے مِلی نہیں وہ خُدا اُسے (یعنی حضرت محمدؐ کو) بھیجے گا۔ قُرآن شریف کی اِس پیش گوئی کی تشریح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بُخاری شریف کی ایک حدیث میں یہ بیان فرمائی ہے کہ اِسلام میں ایک اِمام مَہدی یعنی مسیحِ موعود آئے گا۔

اِسلامی احادیث میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ مسلمانوں میں ایمان اور عمل میں کمزوری آجائے گی تو اُس وقت قُرآن شریف کی خِدمت کرنے اور اِسلام کی امن کی صحیح روشنی پھیلانے کے لئے مُسلمانوں میں ایک مسیحِ موعود آئے گا جو دینِ اِسلام کو دوبارہ زِندہ کرے گا اور قُرآنِ کریم کی شریعت کو دوبارہ (دِلوں) قائم کرے گا۔

ایک حدیث میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

قَالَ رَسُولُ الله صلی اللہ علیہ وسلم : وَالَّذِی نَفسِی بِیَدِہ ، لَیُوشِکَنَّ اَن یَنزِلَ فِیْکُمْ اِبْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدلًا ، فَیَکْسِرُ الصَّلِیبَ ، وَ یَقتُلُ الخِنْزِیْرَ ، وَ یَضَعُ الْجِزْیَۃَ۔

قَالَ رَسُولُ الله صلی اللہ علیہ وسلم : کَیفَ اَنتُم اِذَا نَزَلَ اِبنُ مَریَمَ فِیْکُم ، وَ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ ۔(حدیث صحیح بُخاری ، جلد 2 باب نزول عیسیٰ ابنُ مریم)

ترجمہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ قسم ہے اُس ذات کی جِس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ عنقریب تُم میں ابنِ مریم حَکَم وعدل کی حیثیت سے نازل ہوگا اور صلیب کو توڑے گا۔ خنزیر کو قتل کرے گا اور جزیہ کو منسُوخ کردے گا۔

نیز فرمایا:۔ تُمہاری کیا حالت ہوگی جب ابنِ مریم تُم میں نازل ہوگا اِس حال میں کہ وہ تمہارا امام تُم میں سے ہی ہوگا۔

ایک اور حدیث میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وَ لَا الْمَھْدِیُّ اِلَّا عِیْسٰی اِبْنُ مَرْیَمَ۔

(سنن ابنِ ماجه، کتاب الفتن ، باب شِدّة الزمان جلد 2)

یعنی سوائے عیسیٰ ابنِ مریم کے اور کوئی مہدی نہیں ہے ۔

اِسی طرح انجیل متی باب 24 میں اِبنِ آدم کے آنے کی خبر آئی ہے اور مسیحِ موعود کی آمد کی نشانیاں بیان کی گئی ہیں۔ اور ایک نشانی مسیحِ موعود کے زمانہ کی یہ بیان ہوئی ہے کہ اُس مسیحِ موعود کی سچائی کی خاطر چاند اور سورج کو گرہن لگے گا۔

بانی مُسلم جماعت احمدیہ حضرت مرزا غُلام احمد علیہ السلام (1835-1908) نے مارچ 1882ء میں دُنیا کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اِس زمانہ کے لئے مامور بنا کر بھیجا ہے۔ 23 مارچ 1889ء میں آپ نے ہندوستان کے شہر لُدھیانہ میں مُسلم جماعت احمدیہ کی بُنیاد رکھی جو کہ اِسلام میں تجدید شُدہ اور پُر اَمن جماعت ہے۔

1890ء کے آخر میں بانی مُسلم جماعت احمدیہ نے دُنیا کو یہ خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اِلہام کے ذریعہ سے یہ بتایا ہے کہ ''مسیح اِبنِ مریم رسول اللہ فوت ہو چُکا ہے اور اُس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تُو آیا ہے''۔ وَکَانَ وَعْدُ اللّٰہِ مَفعُولًا (ترجمہ۔ اور اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔)

(ازاله اوہام روحانی خزائن جلد نمبر 3 صفحه 402)

26/ مئی سن 1908ء کو بانی مُسلم جماعت احمدیہ کی وفات ہوئی اور 27 مئی 1908ء سے مُسلم جماعت احمدیہ میں خلافتِ احمدیہ کا روحانی نظام جاری ہے اور اَب مُسلم جماعت احمدیہ میں حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے پانچویں خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الخامس) ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہیں۔ اور اُن کا قیام اِس وقت لندن (برطانیہ) میں ہے۔ اِس وقت دُنیا کے 190 ممالک میں مُسلم جماعت احمدیہ پھیل چُکی ہے۔

بانی مُسلم جماعت احمدیہ اپنے دعویٰ کے متعلق فرماتے ہیں:

''واضح ہو کہ میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کے لئے نہیں ہے بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے۔ اور جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے ایسا ہی مَیں ہندوؤں کے لئے بطور اَوتار کے ہوں۔ اور مَیں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ مَیں اِن گناہوں کو دور کرنے کے لئے جن سے زمین پُر ہوگئی ہے جیسا کہ مسیح ابنِ مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ روحانی حقیقت کی رو سے مَیں وہی ہوں۔ یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں ہے بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے''۔

(لیکچر سیالکوٹ ۔روحانی خزائن جلد 20صفحه 228 مطبوعه لندن)

(باقی آئنده شماره میں)

❁❁❁❁❁❁❁

مدرسة الحفظ ربوه
کی مساعی کا مختصر تعارف

مدرسۃ الحفظ میں قرآن کریم حفظ کرنے کے لئے تین سال اور دوہرائی کے لئے مزید چھ ماہ کا کورس مقرر ہے۔ دو مرتبہ دوہرائی کرنے کے بعد حافظ قرآن طلباء کا امتحان پہلے ادارے میں لیا جاتا ہے اور بعد میں External Examiner امتحان لیتے ہیں ۔ امتحان پاس کرنے والے حفاظ کو تکمیل حفظ کی اسناد دی جاتی ہیں ۔ اس وقت مدرسۃ الحفظ میں 137 طلباء کی گنجائش ہے۔ بیرون ربوہ سے آنے والے طلباء کے لئے ہوسٹل میں 53 طلباء کی گنجائش موجود ہے۔ تدریس کے علاوہ اجلاسات ، تعلیمی وتربیتی کلاسز ، علمی و ورزشی مقابلہ جات اور لائبریری سے استفادہ کیا جاتا ہے۔

طلباء کے تلفظ اور قراءت کو بہتر بنانے کیلئے روزانہ آدھا گھنٹہ آڈیو کیسٹس اور سی ڈیز کے ذریعے تلاوت قرآن سکھائی جاتی ہے۔ سال اول کے طلباء کو صحت تلفظ اور حفظ مکمل کرنے والے طلباء کو تجوید کے ساتھ تلاوت کی مشق کروائی جاتی ہے۔

دوران سال جماعتی تقریبات کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، جلسہ یوم مسیح موعودؑ ، جلسہ یوم مصلح موعود، جلسہ یوم خلافت اور بعض تربیتی موضوعات پر علمائے سلسلہ کے لیکچرز شامل ہیں۔ طلباء کی ذہنی وجسمانی نشوونما کے لئے ہر سال علمی ریلی اور سپورٹس ریلی کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ طلباء کے لئے تفریحی ومعلوماتی ٹورز کا انعقاد بھی کیا جاتا ہے۔

خدا کے فضل سے گزشتہ سات سالوں کے دوران 154 طلباء حفظ قرآن کی سعادت پا چکے ہیں دوران سال (2006-07ء) 30 طلباء نے قرآن کریم حفظ کرنے کی توفیق پائی ہے۔ 20 کا تعلق ربوہ سے ، جبکہ مظفر گڑھ ، راولپنڈی اور لاہور سے دو دو طلباء ، سرگودھا ، جھنگ ، سیالکوٹ اور کوٹلی آزاد کشمیر سے ایک ایک طالب علم شامل ہیں۔

(ماخوذ از روزنامہ الفضل ربوہ 3/نومبر 2007ء)

❁❁❁❁❁❁

مجلس ہولملیا (ناروے) میں عید ملن پارٹی کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ/: عامر حسین خالد محمود۔ جنرل سیکرٹری ناروے)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ہولملیا (ناروے) کو مورخہ 24/اکتوبر 2007ء کو عید ملن پارٹی منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس تقریب کے لئے مکرم زرتشت منیر احمد صاحب امیر جماعت ناروے اور مکرم شاہد محمود کاہلوں صاحب مبلغ سلسلہ نے بطور خاص شرکت کی۔

اس تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جس کے بعد مکرم شاہد محمود کاہلوں صاحب نے نارویجین زبان میں جماعت کا تعارف کروایا اور مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ اس کے بعد مکرم سید منصور احمد صاحب واقف نو نے کمپیوٹر گرافکس کے ذریعہ سلائیڈز دکھائیں اور رواں کمنٹری بھی کی جن کے ذریعہ سے رمضان کی اہمیت اجاگر کی گئی۔ اس تقریب میں احباب جماعت کے علاوہ 26 نارویجین مہمان بھی موجود تھے۔

Presentation کے بعد کھانا اور پھر چائے تقسیم کی گئی۔ کھانے کے بعد نارویجین مہمانوں کو اظہار خیال کا موقع دیا گیا جنہوں نے جماعت کے بارہ میں بہت اچھے خیالات کا اظہار کیا اور بتایا کہ ہمیں آج جماعت کے تعارف کے ساتھ رمضان کا تعارف بھی ہوا ہے۔ اور جماعت کا ماٹو ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' بہت پسند کیا گیا۔

آخر پر مکرم زرتشت منیر احمد صاحب نیشنل امیر نے مختصر خطاب فرمایا کہ ہمارا تو یہی پیغام ہے کہ ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں''۔ اسلام امن کا مذہب ہے اور خودکش حملے ، جنگ ، تشدد سے موجودہ مسائل حل نہیں ہوں گے بلکہ ہمیں ایک دوسرے کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ دعا پر یہ مجلس برخاست ہوئی۔

شعبہ اشاعت وتبلیغ کی طرف سے بکسٹال کا اہتمام تھا جہاں پر لٹریچر موجود تھا۔ احباب کو بعض لٹریچر مفت دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ جماعت کے لئے یہ پروگرام بابرکت فرمائے۔ آمین

❁❁❁❁❁❁

سوختنی قربانی کی اصل حقیقت کیا تھی؟

(تحریر: مکرم مولانا عبداللطیف صاحب فاضل بھاولپوری۔ مرحوم)

سوختنی قربانی جو بنی اسرائیل میں بھی رائج رہی درحقیقت بُت پرستوں کی یادگار ہے جو اپنے دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے قربانی کو جلایا کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ دیوتا ان کی خوشبو سونگھ کر خوش ہوتے ہیں۔

بنی اسرائیل میں جب بُت پرستی جاری ہوئی اور مشرکانہ عقائد و رسومات کو انہوں نے اپنایا تب سوختنی قربانی کا ان میں بھی رواج ہوا اور یہ عقیدہ بنا کہ خدا قربانی کو جلانے پر اس کی بُو سونگھ کر خوش ہوتا ہے حتّٰی کہ حضرت ابراہیم اور حضرت نوح علیہما السلام کی طرف بھی اس عقیدہ کو منسوب کر دیا۔

چنانچہ پیدائش باب 8 آیات 20-21 میں ہے کہ ”نوح نے خداوند کے لئے مذبح بنایا اور اس پر سوختنی قربانیاں چڑھائیں اور خدا کی خوشنودی کی بُو سونگھی“۔ اور حضرت ابراہیمؑ کے متعلق بھی یہ لکھا کہ حضرت ابراہیمؑ کو ”خدا نے کہا کہ تُو اپنے بیٹے اضحاق کو جو تیرا اکلوتا ہے سوختنی قربانی کے طور پر چڑھا......تب ابراہیمؑ نے سوختنی قربانی کی لکڑیاں لے کر اپنے بیٹے اضحاق پر رکھیں اور آگ اور چھری اپنے ہاتھ میں لی......لکڑیاں چنیں اور اپنے بیٹے اضحاق کو باندھا اور اسے قربان گاہ پر لکڑیوں کے اوپر رکھا“۔ (پیدائش باب 32آیات 2تا 9)

قرآن مجید نے اس جھوٹ کی قلعی کھولی اور اصل حقیقت کا انکشاف کیا کہ قربانی کا گوشت بے وقوفوں کی طرح جلا کر راکھ نہ کیا کرو بلکہ اسے خود کھاؤ اور محتاجوں کو کھلاؤ۔ فَکُلُوْا مِنْھَا وَاَطْعِمُوْا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ (الحج:37)۔ اور فرمایا لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ (الحج:38) کہ خدا تعالیٰ کو تمہاری قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے ہاں تمہارا تقویٰ ہی اس کی بارگاہ میں قبولیت پاتا ہے۔

بائبل کے مندرجہ بالا بیان میں چند ایک غلطیاں ہیں جو غالبًا سوانح نگاروں کے افکارِ دماغی کا کرشمہ نظر آتی ہے۔

پہلی غلطی: قربانی کے لئے مخصوص کئے جانے والے بیٹے کا نام جو توراۃ نے اسحاق بتایا، یہ غلط ہے۔ اسحٰق نہیں بلکہ اسمٰعیل تھا کیونکہ وہی پلوٹھا اور اکلوتا تھا اور قربانی کا حکم اکلوتے بیٹے کے لئے ہی ہوا تھا۔

دوسری غلطی: یہ کہ توراۃ کے بیان کی رُو سے خدا تعالیٰ نے انسانی قربانی کا صریح حکم دیا تھا جس کا مطلب انسان کی جان کو اسی طرح تلف کر دینا تھا جس طرح بُت پرست قوموں میں پہلے سے رواج چلا آرہا تھا، یہ غلط ہے۔ ایسا حکم خدا تعالیٰ نے نہ کبھی پہلے دیا اور نہ اب۔ ایسا حکم خدا تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے۔

قرآن کریم نے اصل حقیقت کا انکشاف فرمایا کہ دراصل حضرت ابراہیمؑ کو رؤیا ہوئی اور رؤیا میں آپ نے اپنے بیٹے کو ذبح کرتے دیکھا جس کا ذکر آپ نے اپنے بیٹے سے یوں کیا: یٰبُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ (الصّٰفّٰت:103)۔ رؤیا میں تو درحقیقت تمثیلی اور تصویری زبان میں گفتگو ہوتی ہے جس کی تعبیری حقیقت عالَمِ ظاہر میں کچھ اور ہوتی ہے۔ اگرچہ بشری لوازمات ذہنی کی بنا پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نگاہ اس خواب کی اصل تعبیر کی طرف نہ گئی اور جب آپؑ خواب کو ظاہری رنگ میں پورا کرنے پر تیار ہو گئے تب اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم الٰہی کی اصل حقیقت سے آگاہ فرمایا اور اس رؤیا کی حقیقی تعبیر کا صحیح علم دیا کہ اس قربانی سے مراد حیات انسانی کا انقطاع نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں بیٹے کا زندگی وقف کر دینا اور اس کا خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام میں تمام عمر بسر کرنا ہی قربانی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا اصل حکم وقفِ زندگی کا تھا نہ کہ حسب بیان توراۃ انسانی جان کا تلف کرنا۔

تیسری غلطی: یہ کہ حسب بیان توراۃ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قربانی کے وقت جلانے کے لئے لکڑیاں چنیں اور بیٹے کو قربان گاہ پر لکڑیوں کے اوپر رکھا۔ قرآن مجید نے اس غلطی کی قلعی کھول کر بتایا کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کو چتا پر جلانے کے لئے نہیں لٹایا تھا بلکہ زمین پر لٹایا تھا۔ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّہٗ لِلْجَبِیْنِ (الصّٰفّٰت:103)۔

پس سوختنی قربانی دراصل بُت پرستوں کی مشرکانہ رسومات کا بقایا ہے۔

بائبل سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے وقت میں بعض بنی اسرائیل بھی ایسی مشرکانہ قربانیاں (جو بُتوں کے لئے کی جاتی تھیں) کرتے تھے۔ (دیکھو استثناء باب 32 آیات 16-17) اور اعمال باب 7 آیت 43 میں ہے کہ بنی اسرائیل دوران سفر ہجرت مولک کے خیمہ اور خان دیوتا کے تارے کو لئے پھرتے تھے۔ اور حضرت موسیٰؑ کے بعد یوشع بن نون نے جب فلسطینی علاقے کو فتح کر کے اسے بنی اسرائیل کے مختلف قبائل میں تقسیم کر دیا اور اس طرح ان کی اپنی چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم ہو گئیں تو ان اسرائیلی علاقوں میں جگہ جگہ مشرک کنعانی قوموں کی شہری ریاستیں بھی بدستور قائم رہیں۔ ان شہروں کی مشرکانہ تہذیب کا بنی اسرائیل پر گہرا اثر پڑتا رہا۔ اسی بنا پر ان میں سوختنی قربانی کا عقیدہ بھی رائج ہو گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام اس سوختنی قربانی کا انکار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”سوختنی قربانی اور خطا کی قربانی تُو نے طلب نہیں کی“۔ (زبور باب 40آیت 6)

”سوختنی قربانی سے تجھے کچھ خوشی نہیں۔ شکستہ روح خدا کی قربانی ہے“۔ (زبور باب 51آیت 16-17اور یرمیاہ باب 7آیات 22-23)

”جس وقت مَیں تمہارے باپ دادا کو ملک مصر سے نکال لایا ان کو سوختنی قربانی اور ذبیحہ کی بابت کچھ نہیں کہا اور حکم نہیں دیا بلکہ مَیں نے ان کو یہ حکم دیا اور فرمایا کہ میری آواز کے شنوا ہو اور مَیں تمہارا خدا ہوں گا اور تم میرے لوگ ہو گے“۔

حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں:

”تُو نے قربانی اور نذر کو پسند نہ کیا۔ پوری سوختنی قربانیوں اور گناہ کی قربانیوں سے تُو خوش نہ ہوا“۔

(عبرانیوں باب 10آیات 5-6)

اور حقیقت بھی یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان سے یہ بعید ہے کہ خود ہی جانوروں کے ذبح کرنے کا حکم دے اور پھر بجائے اس کے کہ انہیں کسی مفید مصرف میں لگایا جاوے انہیں آگ میں جلا کر ضائع کرنے کا حکم دے۔ یہ تو کوئی معقول حکم نہیں کہلا سکتا۔

اگر کہیں جلانے کا حکم بنی اسرائیل کو ملا بھی ہو گا تو کسی معقول مصلحت کے ماتحت خاص حالات کے لئے ہو گا۔ غور کرنے سے اس کی حقیقت یوں معلوم ہوتی ہے کہ قربانی کا گوشت کچھ وقت تک تو انہیں کھانے کی اجازت ہو گی مگر اسے ذخیرہ بنا کر رکھنا ممنوع ہو گا تا کہ غرباء بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک وقت قربانی کا گوشت سُکھا کر جمع رکھنے کو ممنوع فرمایا تھا۔ ممکن ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بھی ایسا ہی حکم نافذ ہوا ہو۔ چنانچہ احبار باب 19 آیات 5-6 سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ لکھا ہے کہ:

”جب تم خداوند کے حضور سلامتی کے ذبیحے گزرانو تو ان کو اس طرح گزراننا کہ تم مقبول ہو اور جس دن اسے گزرانو اس دن اور دوسرے دن وہ کھایا جائے اور اگر تیسرے دن تک کچھ بچا رہ جائے تو وہ آگ میں جلا دیا جائے“۔

اسی طرح منت کی قربانی اور رضا کے ہدیہ کے متعلق بھی احبار باب 7 آیات 16-17 میں یہی حکم ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کے گوشت کو آگ میں جلانا قربانی کا حصّہ نہیں تھا بلکہ وہ گوشت جو حکم الٰہی کی صریح نافرمانی کے باعث ممنوع تھا یا وہ جو متواتر تین دن تک بند رکھا رہنے کی وجہ سے بدبودار اور زہریلا ہو گیا ہوتا انسانی صحت کی حفاظت کی خاطر ایسے گوشت کو جلا دینے کا حکم صادر ہوا ہو گا۔

سوختنی قربانی کی اصلیت تو ابتداء میں اتنی ہو گی مگر بعد میں عجوبہ پسند عوام میں ہوتے ہوتے یہ روایت مشہور ہو گئی کہ سوختنی قربانی کو جلانے کے لئے آسمان سے آگ اترتی اور اسے جلا کر بھسم کر دیتی اور یہی اس قربانی کی قبولیت کی علامت قرار دی جاتی۔ اور جس قربانی پر آگ نہ اترتی اس کے متعلق سمجھا جاتا کہ یہ قربانی خدا کے ہاں مقبول نہیں۔ قابیل کی قربانی کے مردود ہونے کی علامت بھی یہی سمجھی گئی کہ اس کی قربانی کو آگ نے نہ چھوٴا۔ اس قسم کی اسرائیلی ہفوات کو لے کر ہمارے مفسرین نے بڑے شوق سے تفسیروں میں درج کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مقبول قربانی کے لئے آسمانی آگ کے نازل ہونے کی روایت اگرچہ ظاہری رنگ میں تو بیہودہ اور مضحکہ خیز ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت بالکل بے اصل اور باطل بھی نہیں کہلا سکتی۔ اگرچہ حقیقت ناشناسوں نے اسے صحیح طور پر سمجھنے میں ٹھوکر کھائی۔ بات دراصل یہ ہے کہ تمام مذہبی احکام حق و حکمت پر مبنی ہوتے ہیں۔ ہر حکم کی ایک علّت غائی ہوتی ہے۔ اسی طرح ہر حکم ربّانی کی روح کے قیام کے لئے احکام الٰہیہ کی ظاہری صورتیں اور رسمی ہیئتیں ہوتی ہیں جو اس روح کے تحفظ کے لئے جسم کا کام دیتی ہیں۔ پس یہ جو جانوروں کی قربانیاں کی جاتی ہیں اور ان کے گوشت کھائے کھلائے جاتے ہیں یہ تو صرف ظاہری رسمیں ہیں جو قشر کا درجہ رکھتی ہیں۔ ان کا مغز اور Essence کچھ اور ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اسی مغز اور روح کی طرف توجہ دلانے کے لئے فرمایا لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُم (سورۃ الحج آیت :38) کہ تمہاری ان قربانیوں کے گوشت اور خون کی خدائی بارگاہ میں کوئی قیمت نہیں۔ یہ تو تمہاری روح کی قربانی کی صرف تصویریں ہیں۔ گویا اس طرح تصویری زبان میں تمہیں روحانی قربانی کا سبق دیا جاتا ہے۔ اور وہ روح کی قربانی تقویٰ ہے جو جذبات نفس کو کچلنے اور نفسانی خواہشات کو اللہ کی راہ میں ذبح کر دینے کا نام ہے۔

پس بنی اسرائیل میں قساوت قلبی آ گئی اور تقویٰ وخشیت الٰہی کی مذہبی روح ان میں مفقود ہونے لگی اور مذہب اور مذہبی اعمال ان میں بطور رسوم استعمال ہونے لگے اور ظاہر پرستی پر زور دیتے ہوئے صرف قشر پر ہی اکتفا ہونے لگا۔ تب اسرائیلی مصلحین میں سے بعض بزرگوں نے انہیں مذہبی اعمال اور روح کی طرف توجہ دلانے کے لئے مجاز و استعارہ کے رنگ میں کچھ تمثیلی کلام کیا ہو گا جس کو ظاہر پرستوں نے نہ سمجھا اور اس کی اصل حقیقت دنیا کی نظروں سے اوجھل رہ کر روایات کے تودۂ انبار میں دبی رہی۔ یہاں تک کہ موجودہ دَور میں آسمانِ روحانیت کے تابان سورج، حقائق شناس اسرارِ لاہوتی، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حقیقت محجوبہ کی نقاب کشائی فرماتے ہوئے اس نکتۂ معرفت کا تذکرہ یوں فرمایا:

”خدا تعالیٰ کی محبت ذاتی انسان کی محبت ذاتی میں ایک خارق عادت جوش بخشتی ہے اور ان دونوں محبتوں کے ملنے سے ایک فنا کی صورت پیدا ہو کر بقا باللہ کا نُور پیدا ہو جاتا ہے......اس کی مثال وہ حالت ہے کہ جب انسان پر آسمان سے صاعقہ پڑتی ہے تو اس آگ کی کشش سے انسان کے بدن کی اندرونی آگ یک دفعہ باہر آ جاتی ہے تو اس کا نتیجہ جسمانی فنا ہوتا ہے۔ پس دراصل یہ روحانی موت بھی اسی طرح دو قسم کی آگ کو چاہتی ہے۔ ایک آسمانی آگ اور ایک اندرونی آگ۔ اور دونوں کے ملنے سے وہ فنا پیدا ہو جاتی ہے جس کے بغیر سلوک تمام نہیں ہو سکتا۔ یہی فنا وہ چیز ہے جس پر سالکوں کا سلوک ختم ہو جاتا ہے اور جو انسانی مجاہدات کی آخری حد ہے۔ اسی فنا کے بعد فضل اور موہبت کے طور پر مرتبہ بقا کا انسان کو حاصل ہوتا ہے“۔

(’چشمۂ مسیحی‘ روحانی خزائن جلد 20صفحہ طبع اوّل صفحہ 365 مطبوعہ لندن)

نیز حضورؑ اسلامی اصول کی فلاسفی میں فرماتے ہیں:

”ہماری تمام روحانی قوتیں خدا سے یوں پیوند پکڑتی ہیں جیسا کہ ایک رشتہ دوسرے رشتہ سے پیوند کیا جاتا ہے۔ بجلی کی آگ کی طرح ایک آگ ہمارے اندر سے نکلتی ہے اور ایک آگ اُوپر سے ہم پر اُترتی ہے۔ ان دونوں شعلوں کے ملنے سے ہماری تمام ہوا و ہوس اور غیر اللہ کی محبت بھسم ہو جاتی ہے اور ہم اپنی پہلی زندگی سے مر جاتے ہیں۔ اسی حالت کا نام قرآن شریف کی رُو سے اسلام ہے“۔

(’سلامی اصول کی فلاسفی ‘صفحہ 131نیا ایڈیشن)

پس یہ تھی آسمانی آگ کے اترنے کی حقیقت جس کو نادانوں نے مذہبی کھلونا بنا دیا۔ کسی نے سچ کہا:

”حقیقت روایات میں کھو گئی“۔

حضرت قاضی خواجہ علی صاحب لدھیانوی رضی اللہ عنہ

(غلام مصباح بلوچ۔ ربوہ)

براہین احمدیہ کی اشاعت کے بعد ملک بھر کے دیگر علاقوں کے علاوہ لدھیانہ میں بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عقیدت مندوں کی ایک جماعت قائم ہوگئی تھی جس میں حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ، حضرت نواب علی محمد صاحبؓ آف جھجر، حضرت مولوی عبد القادر صاحبؓ وغیرھم جیسی ذی مقدرت ہستیاں شامل تھیں، حضور کے اس حلقہ ارادت میں ایک نام حضرت قاضی خواجہ علی صاحب رضی اللہ عنہ کا بھی ہے جنھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اپنے پیوند بیعت کو اس پختگی کے ساتھ جوڑا کہ آپ حضور کے درخت وجود کی ایک سر سبز شاخ بن گئے۔

حضرت بابو غلام حسین صاحبؓ لدھیانوی حضرت قاضی صاحب کے ابتدائی حالات لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

حضرت قاضی صاحب کے آباء و اجداد شروع میں علاقہ یوپی میں رہتے تھے۔ قریبًا ایک صدی پیشتر نواب صاحب مالیر کوٹلہ نے انہیں اپنی ریاست میں بلایا اور پیش امام مقرر فرمایا اور گذارہ کے لئے جاگیر بھی عطا فرمائی چنانچہ آپ کے والد بزرگوار ایک عرصہ تک پیش امام رہے۔

حضرت قاضی صاحب رضی اللہ عنہ کی ابتدائی تعلیم سکول میں ہوئی اس کے علاوہ آپ کو عربی، فارسی اور دینیات کا بھی علم کافی تھا کیونکہ والد صاحب کے پاس ان کتب کا کافی ذخیرہ تھا اور ان سب کتابوں پر عبور کرا دیا تھا۔ آپ کی طبیعت میں قدرتًا فراست صیحہ کا مادہ تھا آپ کے والد نے انھیں دوستوں کے مشورہ سے پولیس میں بھرتی کرایا، آپ جگراؤں ضلع لدھیانہ میں محرر سارجنٹ بھرتی ہو گئے۔ ان دنوں پنجاب کے مشہور پولیس آفیسر مسٹر وار وائن لدھیانہ کے سپرنٹنڈنٹ پولیس تھے، آپ اکثر تفتیش میں معاملات کی تہ تک پہنچ جاتے تھے جس سے تمام پبلک اور حکام میں آپ کا نام مشہور ہوگیا لیکن کچھ دن بعد آپ نے اس ملازمت کو پسند نہ فرمایا اور استعفا داخل کر دیا، صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس نے آپ کا استعفیٰ نا منظور کیا ..... لیکن پھر کچھ عرصہ کے بعد ملازمت چھوڑ دی اور ....کاروبار شروع کر دیا۔

اس وقت مالیر کوٹلہ اور فیروز پور کی ریلوے لائن نہیں تھی اور تمام مسافر اور ڈاک کا انتظام آپ کے ہاتھ میں تھا اور کاروبار نہایت معقول تھا۔ آپ بہت مہمان نواز تھے ریلوے سٹیشن کے پاس ہی آپ کا دفتر تھا جہاں سے تمام شکرم روانہ ہوتی تھیں اس لیے سٹیشن سے جو مہمان آتا سیدھا آپ کے پاس ہی پہنچتا تھا ویسے بھی تمام مقامی احباب کا روزانہ جلسہ آپ کے مکان پر رہتا اور اکثر بحث و مباحثہ اور مذہبی گفتگو رہتی تھی۔ آپ کی طبیعت میں نہایت سادگی تھی محنت کے کسی کام سے عار نہ تھی اور نہایت بارعب آدمی تھے......

(الحکم 28 اگست 1935ء صفحہ 6)

حضورؑ کے اسفار لدھیانہ میں خدمات

حضرت قاضی صاحبؓ نے حضور علیہ السلام کی خدمات میں ایک مثالی نمونہ قائم فرمایا ہے، براہین احمدیہ کے دور سے تادم آخر آپ حضور کی خدمت پر کمر بستہ رہے حضور کی وفات کے بعد بھی اس راہ میں ماند نہیں پڑے۔ کتاب براہین احمدیہ کی اشاعت میں آپ نے میر عباس علی صاحب صاحب لدھیانوی کے ساتھ مل کر بہت سعی کی۔ حضور کے حلقہ ارادت میں آجانے کے بعد اہل لدھیانہ یہ آرزو لئے ہوئے تھے کہ حضرت اقدس ان کے ہاں لدھیانہ تشریف لائیں۔ اس غرض سے ان کی طرف سے 1882ء میں باصرار درخواست بھی حضرت اقدس کی خدمت میں پہنچی اور حضور نے ازراہ شفقت اسے منظور فرماتے ہوئے وعدہ بھی کر لیا لیکن بعض نا مساعد حالات کی وجہ سے آپ کا سفرِ لدھیانہ کا یہ وعدہ التوا میں رہا، بالآخر 1884ء کی پہلی سہ ماہی میں حضور علیہ السلام پہلی دفعہ لدھیانہ تشریف لے گئے سٹیشن پر زائرین کا بے پناہ ہجوم تھا، حضرت قاضی صاحب بھی حضور کی تشریف آوری کے لیے نہایت بے قراری سے چشم براہ تھے اور سٹیشن پر استقبال کے لیے موجود تھے حضرت اقدسؑ حضرت قاضی صاحب کی شکرم میں بیٹھ کر محلّہ صوفیاں کی طرف روانہ ہوئے غرض حضور کے قیام لدھیانہ کے دوران آپ نے اپنی شکرم کی خدمات پیش کیں اسی طرح قیام کے دوسرے دن آپ نے حضور علیہ السلام کی دعوت کی۔

1884ء میں ہی اکتوبر کے مہینے میں حضور میر عباس علی صاحب لدھیانوی کی عیادت کے لیے دوبارہ تشریف لائے حضرت قاضی صاحب مع چند دیگر احباب استقبال کے لیے سٹیشن پر موجود تھے اسی طرح نواب محمد ابراہیم علی خان صاحب آف مالیر کوٹلہ کو ان دنوں اپنے بڑے بیٹے عشق علی خان کی وفات وغیرہ صدمات کی وجہ سے خلل دماغ کا عارضہ لاحق تھا ان کی والدہ کو حضور کی لدھیانہ آمد کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے حضور سے مالیر کوٹلہ آنے کی درخواست کی چنانچہ حضور حضرت قاضی صاحب کی شکرم میں بیٹھ کر آٹھ دس خدام کے ہمراہ مالیر کوٹلہ تشریف لے گئے اور دعا کرتے ہی لدھیانہ پلٹ آئے۔ اس طرح آپ کا شکرموں کا یہ کاروبار روزی کمانے کے علاوہ حضور کی ڈھیروں ڈھیر برکات اور دعائیں کمانے کا باعث بنا۔

مارچ 1889ء میں جب حضور بیعت لینے کے لئے لدھیانہ آئے تو اس قیام کے دوران ایک سائل آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میرا ایک عزیز فوت ہوگیا ہے میرے پاس کفن دفن کے لئے کچھ انتظام نہیں ہے اور اس نے کچھ سکے چاندی اور تانبے کے رکھے ہوئے تھے یہ دکھانے کے لیے کہ کسی قدر چندہ ہوا ہے اور ابھی اور ضرورت ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت قاضی خواجہ علی صاحب سے فرمایا کہ ’’قاضی صاحب ان کے ساتھ جا کر کفن کا سامان کر دو۔‘‘ حضرت اقدس کی اس قسم کی عادت مبارک نہیں تھی بلکہ عام طور پر جو مناسب سمجھتے نہایت درجہ فیاضی سے دے دیتے، اس ارشاد سے خدام کو تعجب ہوا، حضرت قاضی صاحب نے بھی یہ نہیں پوچھا کہ کیا دے دوں بلکہ وہ ساتھ ہی ہوگئے۔ سائل قاضی صاحب کو لے کر رخصت ہوا۔

تھوڑی دیر بعد حضرت قاضی صاحب مسکراتے ہوئے واپس آئے اور کہا حضورؑ وہ تو بڑا دھوکہ باز تھا راستہ میں جا کر اس نے میری بڑی منت خوشامد کی کہ خدا کے واسطے آپ نہ جاویں جو کچھ دینا ہے دے دیں۔ میں نے کہا کہ مجھے تو خود جانے کا حکم ہے جو کچھ تمہارے پاس ہے یہ مجھے دو جو کچھ خرچ آئے گا میں کروں گا۔ آخر جب اس نے دیکھا کہ میں ٹلتا ہی نہیں تو اس نے ہاتھ جوڑ کر ندامت کے ساتھ کہا کہ نہ کوئی مرا ہے اور نہ کفن دفن کی ضرورت ہے، یہ میرا پیشہ ہے اب میری پردہ دری نہ کرو، تم واپس جاؤ میں اب یہ کام نہیں کروں گا۔

(حیات احمد جلد سوم از حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب صفحہ 36,37 حاشیہ)

بیعت

آپ ان 40 خوش نصیب اصحاب میں سے ہیں جن کو پہلے دن یعنی 23 مارچ 1889ء کو دار البیعت لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت حاصل ہوئی اس طرح آپ السابقون الاولون میں سے ہیں۔ رجسٹر بیعت اولیٰ کا پہلا ورق ضائع ہو چکا ہے جس کی وجہ سے ابتدائی آٹھ ناموں کی ترتیب کا علم نہیں البتہ حضرت میر عنایت علی شاہ صاحبؓ کی روایت کے مطابق حضرت قاضی خواجہ علی صاحب نے آٹھویں نمبر پر بیعت کی۔

پہلے جلسہ سالانہ 1891ء میں شرکت

حضرت قاضی صاحب کو یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ آپ جماعت احمدیہ کے سب سے پہلے تاریخی اجتماع اور جلسہ سالانہ میں بھی شامل تھے جو 27 دسمبر 1891ء کو بیت اقصیٰ قادیان میں منعقد ہوا، اس جلسہ کی کل حاضری 75 تھی حضرت اقدس نے جلسہ کے آخر میں دوستوں سے مصافحہ کیا۔ شاملین جلسہ کے نام حضور نے اپنی کتاب ’’آسمانی فیصلہ‘‘ میں درج فرمائے ہیں جس میں آپ کا نام قاضی خواجہ علی صاحب ٹھیکیدار شکرم لدھیانہ 49 ویں پر موجود ہے۔

(آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 337)

جلسہ سالانہ 1892ء میں شرکت

اگلے ہی سال 27/دسمبر 1892ء کو جماعت احمدیہ کا دوسرا جلسہ سالانہ قادیان میں منعقد ہوا اس مرتبہ جلسہ کی حاضری تقریبًا پانچ سو تھی حضور نے شریک جلسہ کے لیے دور دور سے تشریف لانے والے 325 احباب کے اسماء اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام کے آخر میں درج فرمائے ہیں جس میں آپ کا نام بھی موجود ہے:

(۵۷) قاضی خواجہ علی صاحب۔ لدھیانہ

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 618)

313 صحابہ میں شمولیت کا شرف

حضورؑ نے اپنی کتاب انجام آتھم میں اپنے 313 صحابہ کی ایک فہرست درج کی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی کو پورا کرتی ہے کہ امام مہدی کے پاس ایک کتاب ہوگی جس میں اس کے 313 صحابہ کے نام درج ہوں گے۔ حضرت قاضی صاحب بھی بفضلہ تعالیٰ شامل فہرست ہیں:

108۔ قاضی خواجہ علی صاحب۔ لدھیانہ

(انجام آتھم، روحانی خزائن جلد نمبر 11 صفحہ 327)

کتب حضرت اقدسؑ میں ذکر

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں آپ کا تذکرہ محفوظ ہے۔ سب سے پہلے حضور کی معرکۃ الآراء تصنیف ’’ازالہ اوہام‘‘ میں آپ کی نسبت لکھے گئے قابل رشک الفاظ درج کیے جاتے ہیں:

’’(11) حبّی فی اللہ قاضی خواجہ علی صاحب۔ قاضی صاحب موصوف اس عاجز کے ایک منتخب دوستوں میں سے ہیں محبت و خلوص و وفا و صدق و صفا کے آثار اُن کے چہرہ پر نمایاں ہیں خدمت گذاری میں ہر وقت کھڑے ہیں وہ ان اولین و سابقین میں سے ہیں جن میں اخویم میر عباس علی صاحب ہیں۔ وہ ہمیشہ خدمت میں لگے رہتے ہیں اور ایام سکونت لدھیانہ میں جو چھ چھ ماہ تک بھی اتفاق ہوتا ہے ایک بڑا حصہ مہمانداری کا خوشی کے ساتھ وہ اپنے ذمے لے لیتے ہیں اور جہاں تک اُن کے قبضہ قدرت میں ہے وہ ہمدردی اور خدمت اور ہر ایک قسم کی غمخواری میں کسی بات سے فرق نہیں کرتے اور اگرچہ وہ پہلے ہی سے مخلص باصفا ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اب وہ زیادہ تر قریب کھینچے گئے ہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ حقانیت کی روشنی ایک بے غرضانہ خلوص اور للّٰہی محبت میں دمبدم اُن کو ترقی دے رہی ہے اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان ترقیات کی وجہ سے اپنے حسن ظن کے حالات میں زیادہ سے زیادہ پاکیزگی حاصل کرتے جاتے ہیں اور روحانی کمزوری پر غالب ہوتے جاتے ہیں میرا دل ان کی نسبت یہ بھی شہادت دیتا ہے کہ وہ دنیوی طور سے ایک صحیح اور باریک فراست رکھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل نے اس عاجز کی روحانی شناسائی کا بھی ایک قابل قدر حصہ انھیں بخشا ہے اور آداب ارادت میں وہ صفائی حاصل کرتے جاتے ہیں اور قلّتِ اعتراض اور حسن ظن کی طرف اُن کا قدم بڑھتا جاتا ہے اور میری دانست میں وہ ان مراحل کو طے کر چکے ہیں جن میں

MOT
CLASS IV: £45
CLASS VII: £53
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

کسی خطرناک لغزش کا اندیشہ ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 529,530)

کتاب ’’آئینہ کمالات اسلام‘‘ میں شاملین جلسہ سالانہ 1892ء کے علاوہ حضور نے اپنے ایک عربی مضمون میں بھی ’’ذکر بعض الانصار۔ شکرًا لنعمة اللّٰه الغفار‘‘ کے تحت دیئے گئے اسماء میں آپ کا نام درج فرمایا ہے ’’.....حبی فی اللّٰہ ...... و القاضی خواجه علی اللدھیانوی۔ ھؤلآء مِن احبائی ... و کلّھم مِن الْمُخْلصین۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 582 حاشیہ)

کتاب آریہ دھرم، روحانی خزائن جلد 10 اور کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 میں بھی حضور کی طرف سے رقم کردہ دو فہرستوں میں آپ کا نام شامل ہے۔

جون 1897ء میں قادیان میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی منایا گیا جس کے شاملین کے اسماء حضور نے اپنی کتاب تحفہ قیصریہ کے آخر میں درج فرمائے ہیں آپ کا نام 108 نمبر پر موجود ہے جس کے ساتھ آپ کے پانچ روپے چندہ کا بھی ذکر ہے۔

(روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 305)

وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّک فَحَدِّثْ

حضرت قاضی صاحب ایک ذہین، باریک بین، صاحب فراست بزرگ تھے اور معاملات کی حقیقت کو پہچاننے میں بفضلہٖ تعالیٰ متأخر نہ ہوتے تھے، خود حضرت مسیح موعودؑ نے آپ کی فراست کے متعلق تحریر فرمایا ہے:

میرا دل ان کی نسبت یہ بھی شہادت دیتا ہے کہ وہ دنیوی طور سے ایک صحیح اور باریک فراست رکھتے ہیں اور خدا تعالےٰ کے فضل نے اس عاجز کی روحانی شناسائی کا بھی ایک قابل قدر حصہ انہیں بخشا ہے اور آداب ارادت میں وہ صفائی حاصل کرتے جاتے ہیں.....

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 530)

حضرت قاضی صاحب اپنی اس خداداد فراست کی نعمت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’وَ اَمّا بِنِعْمَة رَبّک فَحَدِّثْ (از قلم حضرت خواجہ علی صاحب ٹھیکیدار شکرم)

آیت مندرجہ عنوان کی رو سے یہ امر ضروری ہے کہ میں اللہ جل شانہ کی اس عظیم نعمت کا اظہار کروں جو کہ خاص لطف و احسان خداوندی سے مجھے عنایت کی گئی ہے۔ میرے آقا اور میرے محسن مولائے کریم نے فراست صحیحہ یقینہ کا ایک وافر اور کامل حصہ مجھ کو عطا کیا ہے جس فراست کی رو سے بفضلہٖ تعالیٰ میں ایک اجنبی شخص کی باطنی حالت کو تاڑ جاتا ہوں اور جانچ لیتا ہوں اور میری یہ دور بینی اور باریک نظری کشف یا رؤیا کی قسم میں سے نہیں بلکہ بدیہات کی طرح مشاہدہ کے طور پر مجھ کو ایک ناواقف شخص کی صفائی وطہارت باطنی یا خباثت وانابت نظر آجاتی ہے خدا کے فضل سے پہلی ہی ملاقات میں بادی النظر مجھ کو ایک ناآشنا انسان کی نسبت علم دیا جاتا ہے کہ یہ کس قماش کا آدمی ہے اور اُس کی تہ تک پہنچنا میرے لیے کچھ مشکل بات نہیں اور میں نے اپنی فراست کا بارہا تجربہ کیا ہے جو بالکل سچ نکلا ہے۔ غرض خدا تعالیٰ کی کمال مہربانی اور قابل قدر نوازش میرے شامل حال ہے کہ مجھ کو مردم شناسی کی پوری لیاقت اور کامل استعداد دی گئی ہے۔

انسانیت کے اسی جوہر کی نسبت حدیث نبوی علی صاحبھا الصلوٰۃ و السلام میں اس طرح وارد ہے کہ اتقوا فراسة المومن فانّه ینظر بنور اللّٰه یعنی حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ لوگو! مومن کے فراست کی تحقیر سے بچو کیونکہ مومن خدا کے نور کے ساتھ نظر کرتا ہے جس میں غلطی واقعہ نہیں ہوتی اور یہ نور فراست کے کمالات نبوت میں سے ایک بلند اور ارجمند کمال ہے جیسا کہ خداوند کریم قرآن مجید میں رسولِ خدا ﷺ کی فراست کی نسبت اس طرح فرماتا ہے

وَ لَوْ نَشَاءُ لَارَیْنٰھم فَلَعَرَفْتَھم بِسِیْمٰھم وَ لَتَعْرِفَنَّھم فِی لَحْنِ الْقَول جس سے ثابت ہے کہ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ و السلام کو خدا نے ایسی فراست عنایت کی کہ آپ انسان کے چہرے سے بلکہ طرز کلام سے اس کی حیثیت اور چگونگی پا جاتے تھے اور سمجھ جاتے تھے کہ یہ کس رنگ ڈھنگ کا آدمی ہے اور یہ فراست آنحضرت ﷺ کی اعلیٰ درجہ کا معجزہ تھی۔ اگر علم قیافہ کی رو سے کوئی قیافہ داں کسی شخص کے حلیہ کو دیکھ کر یا کوئی مجسٹریٹ اپنے بارہا تجربوں سے کسی خونی یا چور یا کسی بے گناہ کی شکل و صورت سے بطور ظن تخمین کے اپنی رائے قائم کر سکتا ہے مگر وہ فراست جو کمالات نبوت میں سے ہے اور یہی نشان اپنے اندر رکھتی ہے وہ ایک خاص موہبت خداوند تعالیٰ ہے جو مومنوں کو ہی دی جاتی ہے جس کی نسبت حدیث میں وارد ہے کہ مومن خدا کے نور کے ذریعہ سے نظر کرتا ہے بموجب مقولہ ولی را ولی می شناسد۔ میں اتنا کہنے سے رک نہیں سکتا کہ جبکہ حضرت مسیح موعود جناب مرزا غلام احمد صاحب نے مجددیت کا دعویٰ کیا اور وہ زمانہ آنجناب کے اوائل کا زمانہ تھا اور بہت کم لوگ آپ سے واقف تھے اور لوگ آپ کے مامور من اللہ ہونے کے بارے میں تذبذب کی حالت میں تھے اور قطعی اور یقینی طور پر بلا ریب و اشتباہ آپ کی صداقت کا شاید کوئی محض ہی اُن دنوں میں قائل ہوگا اِلّا ما شاء اللہ، ان ایام میں جب اس عاجز کو اس مسیح الزمان کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا تو اس مبارک جمال پر نظر ڈالتے ہی اس عاجز نے یقینی اور قطعی طور پر معلوم کر لیا کہ بے شک یہ وجود خدا کے برگزیدوں میں سے ہے اور اول عاجز نے مسیح موعود کی اس چمکتی ہوئی صداقت اور سچائی کو جو کہ صدہا آسمانی نشانوں اور ہزارہا بندگان کے رجوع کرنے کے بعد آج کل ظاہر ہو رہی ہے پہلی ہی ملاقات کے وقت اس بابرکت وجود میں آفتاب سے زیادہ روشن اور درخشاں دیکھ لیا تھا چنانچہ وہ لوگ جو میرے حال سے خوب واقف ہیں اُن کو معلوم ہے کہ جو کچھ میرا خیال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت ان دنوں تھا جبکہ میں نے آپ کی غلامی قبول کی اور آپ کو ایک کامل اور راستباز انسان مان چکا تھا جس کو تیس برس سے زیادہ عرصہ گذرا ہے اس دم تک بدستور وہی خیال قائم چلا آتا ہے آپ کی نسبت کبھی کسی شک وشبہ کو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے پیش کیا اور خدا کے فضل سے کسی دینی خدمت کے موقع پر جس میں جان کی یا مال کی ضرورت ہو کبھی میں نے دریغ نہیں کیا اور نہ مخالفوں کے صدمہ سے ڈر کر حق کے اظہار اور اس مسیح کی سچائی پر گواہی دینے سے بزدلی دکھائی ہے بارہا بڑے بڑے مخالف مولویوں سے حضرت مسیح موعودؑ کی نسبت گفتگو کرنے کی نوبت آئی ہے خدا کی عنایت سے اُن کو شافی و کافی جواب دیا گیا ہے بڑے بڑے مولویوں کو میں نے دیکھا ہے کہ ذرا ذرا سے ابتلا کے موقع پر انھوں نے ٹھوکریں کھائی ہیں مگر الحمد للہ کہ میں ابتدا سے اب تک جانتا بھی نہیں کہ لغزش اور ٹھوکریں کیا ہوتی ہیں۔ پس خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اُس نے مجھ کو چُن لیا اور مجھ کو ان مومنوں میں سے کیا جن کی فراست میں خدا کا نور شامل ہوتا ہے۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ اگرچہ میں نے حضرت مسیح موعود کو اپنی فراست خداداد سے شناخت کیا لیکن میری فراست میں اس قدر نور اور فراست کا بڑھ جانا جس کا میں نے اپنے مضمون کے شروع میں ذکر کیا ہے یہ محض حضرت امام علیہ السلام کی دعا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا نے مجھ کو ایسی فراست عطا کی وَ ذالِک فَضل اللّٰه یُؤتیه مَن یَّشاء وَ اللّٰه ذُو الفضْلِ العَظِیم۔‘‘

(الحکم 28 اگست 1935ء صفحہ 6,7)

دعوت الی اللہ

حضرت قاضی صاحب دیگر اوصاف کے مالک ہونے کے علاوہ ایک پُر جوش داعی الی اللہ بھی تھے اور قرآنی حکم وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحاً (حم سجدہ: 34) کے حقیقی مصداق تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو مختلف لوگوں تک پہنچانا آپ کی خواہش تھی۔ اس کو پورا کرنے کے لئے کسی قسم کی مخالفت کی پرواہ نہ کرتے یہاں تک کہ بڑے بڑے مولویوں اور علماء سے بھی بات کرنے کا آپ نے موقع پایا آپ خود فرماتے ہیں:

.....نہ مخالفوں کی مخالفت کے صدمہ سے ڈر کر حق کے اظہار اور اس مسیح کی سچائی پر گواہی دینے سے بزدلی دکھائی ہے بارہا بڑے بڑے مخالف علماء مولویوں سے حضرت مسیح موعودؑ کی نسبت گفتگو کرنے کی نوبت آئی ہے خدا کی عنایت سے اُن کو شافی وکافی جواب دیا گیا ہے......

(الحکم 28 اگست 1935ء صفحہ 7 کالم 1)

لدھیانہ میں موجود آپ کا شکرموں کا اڈا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تذکرے کا سٹیج تھا، مختلف مذاق کے لوگ آپ کے اڈے پر آکر حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق گفتگو سنتے آپ حضور کے متعلق اٹھنے والی ہر غلط آواز کی درستگی فرماتے آپ کی گفتگو میں ظرافت کا رنگ بھی تھا جس سے سامعین محظوظ ہوتے۔ حضرت مولانا ابراہیم بقاپوری صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لدھیانہ میں.....سرائے نواب علی محمد صاحب جھجر والے کی مسجد میں رہتے تھے اور اس کے پاس ہی قاضی خواجہ علی صاحب مرحوم کی شکرموں کا اڈا تھا جو لدھیانہ سے مالیر کوٹلہ کے درمیان چلتی تھیں وہ ہماری مسجد میں آئے اور حضرت صاحب کا ذکر خیر سناتے رہے انہی دنوں علماء نے آپ پر کفر کا فتویٰ شائع کیا۔ ایک دن اس فتویٰ کو لے کر قاضی خواجہ علی صاحب مرحوم نے غلام دستگیر قصوری کے دستخط پڑھ کر کہا کہ جب یہ خود قصوری ہے تو قصور والے کا فتویٰ کیا؟ یہ لطیفہ سن کر مجھے خوشی ہوئی۔

(رجسٹر روایات صحابہ 8 صفحہ 2)

دعوت الی اللہ کے فریضہ کو پورا کرتے ہوئے لوگوں کو زیارتِ حضرت اقدس کے لئے قادیان بھی لاتے اس کی خاطر بعض اوقات اپنی جیب سے بھی ان کا کرایہ ادا کر دیتے۔ حضرت عبدالرحمٰن صاحب احمدی معلم چھاؤنی جالندھر صدر بازار محلّہ نمبر 24 بیان کرتے ہیں:

قاضی خواجہ علی ٹھیکیدار شکرموں کے تھے ان کی گاڑیاں مالیر کوٹلہ اور اور جگہ جاتی تھیں مسجد کے قریب ان کی دوکان تھی وہ مسجد نواب علی محمد خان صاحب مرحوم کی سرائے میں تھی اُن کی دکان پر اکثر لوگ جو حضرت اقدس صاحب کو اچھا جانتے تھے آ بیٹھتے تھے اور حضرت اقدس کی باتیں کرتے۔ میں نے اپنی شادی پر جو براہین احمدیہ سنی تھی مجھ کو حضرت صاحب کی زیارت کا شوق ہوگیا، میں بھی کبھی کبھی دوکان پر جا بیٹھتا اور باتیں سن کر دل خوش کرتا اور دعا کرتا کہ اے میرے مولا کریم! حضرت صاحب کی زیارت کے اسباب بنا دے تھوڑی مدت کے بعد مشہور ہوگیا کہ لوگ بہت قادیان شریف جائیں گے۔ حضرت صاحب کے لڑکا پیدا ہوا ہے بڑی صفتیں لکھی ہیں شاید وہ اشتہار سبز رنگ کا تھا عقیقہ پر لوگ جائیں گے، میرے پاس صرف ۸ پیسے تھے میں نے رقعہ قاضی خواجہ علی ٹھیکیدار صاحب شکرمان والے کے پاس لکھا کہ میرے پاس کرایہ نہیں ہے اور میں قادیان شریف حضرت اقدس مرزا صاحب کی زیارت کے واسطے جانا چاہتا ہوں۔ خدا پاک غریق رحمت کرے اور ان کو بخشے، جنت میں اس کا گھر کرے انہوں نے لکھا کہ رات کو ہم اس طرف جائیں گے تم کو ایک طرف کا کرایہ میں دے دوں گا ہمارے ساتھ چلنا، رات کو گاڑی میں سوار ہو گئے......

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 3 صفحہ 165,166)

اطلاع ملی کہ حضور دہلی سے واپسی پر فلاں تاریخ لدھیانہ میں اتریں گے اور قیام فرمائیں گے یہ رمضان ۱۹۰۵ء کا واقعہ ہے .... جب حضور گاڑی سے اتر کر مکان میں تشریف لائے تو قاضی خواجہ علی صاحب نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ حضور یہاں مولویوں نے حضور کی نسبت بہت سی غلط باتیں

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

مشہور کر رکھی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ نعوذ باللہ حضور کو کوڑھ ہوگیا ہے جس کی وجہ سے ہر وقت ہاتھوں میں دستانے اور پاؤں میں جرابیں اور چہرے پر نقاب رکھتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ سڑک پر کرسی بچھا دوں اس پر حضور تشریف رکھیں تا کہ لوگوں کو اصل حقیقت سے آگاہی ہو جائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بہت اچھا۔ چنانچہ اس مکان کے باہر برلب سڑک برآمدہ میں کرسی بچھائی گئی حضور اس پر تشریف فرما ہوئے اس کے بعد لوگ آتے رہے اور مصافحہ کرتے رہے۔

(الفضل 10 جولائی 1942ء صفحہ 3 کالم 4)

قادیان کے حالات جاننے کے لئے بہت مشتاق رہتے تھے اس سلسلے میں اخبار بدر اور الحکم کا بڑی بے چینی سے انتظار کرتے، ایک مرتبہ ایڈیٹر صاحب اخبار بدر کو لکھا ''اخبار وقت پر پہنچے خواہ ایک ہی ورق کیوں نہ ہو۔''

(بدر یکم فروری 1905ء صفحہ 8 کالم 1)

مہتمم لنگر خانہ

اپریل 1910ء میں لنگر خانہ کے مہتمم حضرت حکیم فضل الدین صاحب بھیروی رضی اللہ عنہ نے وفات پائی، حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے حضرت قاضی صاحب کو یہ ذمہ داری سنبھالنے کا ارشاد فرمایا چنانچہ آپ اپنی عمر کے آخری حصہ میں خلیفۂ وقت کی اطاعت میں مہتمم لنگر خانہ مقرر ہوئے اور اس کام کو نہایت محنت اور امانت کے ساتھ بجالائے کبھی آپ کے ماتحت لوگوں کو آپ سے کوئی شکایت نہیں ہوئی۔

وفات

آپ نے 24 اگست 1912ء کو لدھیانہ میں وفات پائی، آپ کا جنازہ قادیان لایا گیا جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین عمل میں آئی۔ آپ کی وفات پر حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب رضی اللہ عنہ لکھا:

قاضی خواجہ علی صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خدام میں سابقون الاوّلون کے مصداق تھے گذشتہ ہفتہ انھوں نے لودھانہ میں وفات پائی اور ان کی محبت اور قادیان کی سرزمین کے ساتھ وفاداری کا عہد اُن کو مقبرہ بہشتی میں لے آیا جہاں انھوں نے اپنے محبوب آقا کے قدموں میں جگہ پائی۔ قاضی خواجہ علی صاحب کے اخلاص و محبت ان کی ارادت و وفا کے متعلق میرا کچھ لکھنا بے سود ہے جبکہ حضرت امام المتقین نے متعدد جگہ اپنی تصنیفات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ قاضی صاحب سلسلہ عالیہ کی خدمت کے لیے اپنے پہلو میں ایک بیتاب مگر مستعد دل رکھتے تھے یہ کہنا بالکل درست ہے کہ وہ جب تک لودھانہ میں رہے وہاں کی جماعت کے لیے بمنزلہ روح تھے، لودھانہ کو بعض باتوں میں دوسرے شہروں پر حضرت مسیح موعودؑ کے سلسلہ کے لحاظ سے ایک خاص شرف ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ لودھانہ میں جماعت نے بہت کم ترقی کی اور وہاں کے لوگوں نے اس نعمت کا کفران کیا ...... لودھانہ ہی پہلا شہر ہے جہاں کے رتن قاضی خواجہ علی صاحب نے میر عباس علی صاحب کی معیت میں براہین احمدیہ کی اشاعت و اعانت کے کام میں سرگرمی سے حصہ لیا، لودھانہ ہی وہ شہر ہے جہاں مہینوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لودھانہ کی جماعت پر ناراضگی کا ایک سبب پیدا ہوگیا اس موقعہ پر قاضی صاحب عفو تقصیر کے لیے آگے بڑھے اور میں تو بلا خوف تردید کہوں گا کہ قاضی صاحب کی دیرینہ خدمات اور اخلاص ہی اس وقت آڑے آیا اور حضرت اقدسؑ نے تقصیر معاف کردی۔

ہمارے مکرم اور مخلص بھائی حکیم فضل الدین صاحب مرحوم کی وفات کے بعد قاضی صاحب کو لنگر خانہ کا مہتمم بنایا گیا اس کام کو اُنہوں نے نہایت دیانت، امانت، استقلال اور برداشت سے کیا کبھی ان کے ماتحت لوگوں کو ان سے وجہ شکایت پیدا نہیں ہوئی۔ قاضی صاحب ایک پرانے زمانہ سے افیون اور حقہ کے عادی تھے موت سے پہلے قادیان ہی میں انہوں نے ان دونوں چیزوں کو ترک کردیا اور ایسی جواں مردی سے مقابلہ کیا کہ پھر ان کی طرف توجہ نہ کی، ان دیر سے لگے ہوئے نشہ کو یکدم چھوڑ دینے کی وجہ سے وہ بیمار ہوئے۔ حالت بیماری میں مجھے افسوس سے ذکر کرنا پڑا ہے کہ ان کی پوری خبر گیری قادیان میں نہیں ہوسکی۔ مجھے ذاتی طور پر قاضی صاحب سے پرانی واقفیت ہے اور ایک رنگ میں تعلق ہمسائیگی رہا ہے بیماری کے دنوں میں مَیں کبھی ان کے پاس جاتا اور پوچھتا کہ کیا حال ہے؟ تو فرماتے الحمد للہ کوئی تکلیف نہیں۔ مَیں نے متعدد مرتبہ پوچھا جب پوچھتا نہایت اطمینان اور تسلی کے ساتھ یہی جواب دیتے جس سے مَیں ان کی موت ایک نفس مطمئنہ کا رجوع الی الرب یقین کرتا تھا آخر وہ مرنے کے لئے تو لودھانہ گئے اور دفن ہونے کے لئے قادیان پہنچے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے خادموں میں سے اب بہت تھوڑے باقی ہیں اور گویا یہ لوگ بطور تبرک کے ہیں لودھانہ کی جماعت نے قاضی صاحب کی خوب خدمت کی اور برادرم مکرم منشی محمد شفیع صاحب نے ان کی آخری خدمت کو نہایت اخلاص سے ادا کیا وہ ان کی لاش لے کر یہاں پہنچے اور اپنے پیارے بھائی کو اپنے پیارے آقا کے قدموں میں سپرد خاک کر کے چلے گئے۔ قاضی صاحب ہمیشہ ایک آسودہ حال اور فارغ البال بزرگ تھے ان کا دل بڑا وسیع اور حوصلہ مند تھا۔ ایک مرتبہ اٹھارہ سو روپیہ کے نوٹ تکیہ کے غلاف ہی میں ضائع ہوگئے مگر پرواہ تک نہیں کی۔ قاضی صاحب نے اپنی نرینہ نسل میں صرف ایک پوتا اپنی یادگار چھوڑا ہے دل بہت کچھ اس بچھڑے ہوئے دوست کے متعلق لکھنے کو چاہتا ہے کہ اس کے اخلاق اور اوصاف سے احباب کو آگاہ کردوں مگر اب میں صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ الفاظ دوہرا دیتا ہوں جو آپ نے ازالہ اوہام میں اس مخلص کے متعلق لکھے تھے۔ احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی ہوں سلسلہ کے اس قدیم مخلص کی ترقی مدارج اور مغفرۃ کے لیے دعائیں کریں اور نماز جنازہ غائب پڑھ دیں۔ قاضی صاحب نے مرنے سے پہلے اپنی وصیت کی اور تجہیز و تکفین کے لیے ایک الگ رقم جدا کردی۔ غرض: حق مغفرت کرے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں۔

حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے اپنے اس مخلص خادم کا جنازہ اپنی جماعت کو لے کر پڑھا جب اس کے جنازہ کو مقبرہ بہشتی میں لے کر گئے تو آسمان نے قطرات رحمت اس پر برسا دئے اور ہم اپنے ہاتھوں اس مخلص کو پیوند خاک کر آئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے دامن رحمت میں جگہ دے اور پس ماندگان کو صبر جمیل اور قوم میں ایسے بزرگوں کا نعم البدل پیدا ہو......

(الحکم 14\7 دسمبر 1912ء صفحہ 7)

حضرت غلام حسین صاحب لدھیانوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حضرت قاضی صاحب مرحوم اپنے آخری عمر میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے ماتحت مہتمم لنگر خانہ بھی رہے اور کچھ عرصہ تک اس کام کو نہایت محنت اور امانت کے ساتھ بجالائے ان ایام میں کبھی کبھی لدھیانہ بھی تشریف لاتے تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ قادیان میں حضرت مولوی صاحب (خلیفہ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ) کے بعد حضرت میاں صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ) کا وجود ہے آپ اپنے شباب کے وقت میں اس قدر خدا کی یاد میں رہتے ہیں کہ کسی مجلس میں سوائے خطبہ جمعہ کے وقت شاذ ہی نظر آتے ہیں اور خطبہ جمعہ میں جو تقریر فرماتے ہیں اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت تازہ ہو جاتی ہے خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی صدرالدین وغیرہ بڑے لیکچرار ہیں مگر اللہ والی باتیں صرف میاں صاحب میں ہی ہیں۔

آخر وہ دن آگیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ منتخب دوست جو سابقین اولین میں سے تھا پاؤں پر ایک زخم ہونے کی وجہ سے بستر علالت پر لیٹ گیا اور اس کے ساتھ بخار بھی ہوگیا چند روز کے لئے لدھیانہ تشریف لائے کیونکہ آپ آخری ایام میں مہتمم لنگر خانہ قادیان تھے لیکن پھر تندرست ہو کر قادیان اپنی ڈیوٹی پر نہ پہنچ سکے بلکہ آپ کی نعش دفن کرنے کے واسطے لائی گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

(الحکم 28 اگست 1935ء صفحہ 7 کالم 2,3)

اولاد

آپ کے اہل وعیال کا زیادہ علم نہیں۔ آپ کی والدہ محترمہ حضرت رسول بی بی صاحبہؓ بفضلہٖ تعالیٰ سلسلہ احمدیہ میں داخل تھیں حضرت اقدس نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں اپنے ایک نشان کے پورا ہونے کے مصدقین میں آپ کی والدہ کا ذکر بھی فرمایا ہے:

(7) ساتواں نشان۔ 28 فروری 1907ء کو یہ الہام ہوا سخت زلزلہ آیا اور آج بارش بھی ہوگی خوش آمدی نیک آمدی ...... سخت زلزلہ والی پیشگوئی مورخہ 28 فروری 1907ء کے قبل از وقت سننے کے گواہ ..... والدہ خواجہ علی .....۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 489,490)

آپ کی والدہ تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل تھیں ان کا نام مرحومین قادیان کے تحت 953 نمبر پر درج ہے انھوں نے 1944ء میں وفات پائی۔

حضرت قاضی صاحب کی اولاد کا مختصر ذکر علم میں آیا ہے۔ 1897ء میں احمدیت قبول کرنے والوں کی ایک نایاب فہرست میں آپ کے بچوں کی بیعت کا اندراج بھی موجود ہے:

29۔ احمد حسن پسر

30۔ ودود ختر

31۔ قاضی خواجہ علی لدھیانوی

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 647 نیو ایڈیشن)

آپ کی ایک بیٹی کی شادی سلسلہ کے مشہور بزرگ حضرت ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب گوڑیانی رضی اللہ عنہ یکے از 313 (وفات 9 جون 1921ء۔ قادیان) کے ساتھ ہوئی۔ اخبار الحکم نے شادی کی خبر دیتے ہوئے لکھا:

ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ گڑھ شنکر کی شادی قاضی خواجہ علی صاحب ٹھیکیدار شکرم لودھانہ کی صاحبزادی سے 10/اکتوبر 1901ء کو ہوگئی جس کے لیے ہم فریقین کو مبارکباد دیتے ہیں اس شادی کا تذکرہ ہم نے محض اس لحاظ سے کیا ہے کہ یہ احمدی قوم میں ایک قابل نمونہ شادی ہے۔

ڈاکٹر صاحب کو اپنے خاندان میں کئی رشتے ملتے تھے مگر ان کی اصل غرض یہ تھی کہ احمدی قوم میں ہو اور مخالفوں کے ہاں نہ ہو جس سے وہ قومیت کے قیود کو توڑنا بھی چاہتے تھے جو قوم کے قوم ہونے کی راہ میں ایک روک ہو سکتے ہیں، ایسا ہی قاضی صاحب کا منشا تھا۔ بہرحال خوشی کی بات ہے کہ احمدی قوم اس ضرورت کو محسوس کر کے عملی طور پر قدم بڑھا رہی ہے کہ رشتہ ناطے اپنی ہی جماعت میں ہوں۔

(الحکم 17 اکتوبر 1901ء صفحہ 7 کالم 2,3)

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِي نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت سید مختار احمد شاہجہانپوری صاحبؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 16/اکتوبر 2006ء میں حضرت سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوریؓ کی سیرۃ کے حوالہ سے مکرم لئیق احمد طاہر صاحب کا مضمون شامل اشاعت ہے۔ قبل ازیں ''الفضل انٹرنیشنل'' کے شماروں 25/جولائی 1997ء، 29/جنوری 1999ء، 28/اپریل 2000ء اور 17/ستمبر 2004ء کے ''الفضل ڈائجسٹ'' میں بھی آپؓ کی سیرۃ پر روشنی ڈالی جاچکی ہے۔ چنانچہ ذیل میں صرف اضافی محاسن کا ہی ذکر کیا جارہا ہے۔

پورا نام مختار احمد، تخلص مختار تھا۔ 1857ء کے قریب شاہجہانپور میں پیدا ہوئے۔ والد حضرت حافظ سید علی احمد میاں اپنے دور کے جید عالم، مدرس، متعدد کتب کے مصنف۔ قرآن فہمی، فقہ اور حدیث میں خاص ملکہ رکھتے تھے۔ دادا سید ضیاء الدین احمد بہت بڑی جاگیر کے مالک تھے اور رؤسائے شاہجہانپور میں ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔

شاعری کے لئے نہایت موزوں طبیعت پائی تھی۔ ابتدا میں کچھ اصلاح اپنے استاد حضرت فضل احمد سے لی بعدازاں امیر مینائی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ اس زمانہ کے نامور شعراء اور ادباء آپ کی غیرمعمولی لیاقت کے معترف اور قدردان تھے۔

ابتدا میں تعلیم گھر میں ہی حاصل کی۔ دین سے ہمیشہ شغف رہا۔ آپ کی نظم اور نثر ساری عمر تصوف، ادب، روحانیات اور الٰہیات کے ابلاغ کیلئے وقف تھے۔ قرآن مجید حفظ کیا۔ گھر میں نماز ودعا کے بعد بڑا مشغلہ باغبانی تھا۔

عین زمانہ شباب میں حضرت مسیح موعودؑ کی ایک زیرطبع کتاب کی پُرمعرفت تحریر نے آپ کی روح گداز کردی۔ اور 1892ء میں بیعت کرکے داخل سلسلہ ہو گئے۔ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کیلئے ''وَجَدَکَ ضَالًّا فَھَدٰی'' کے الفاظ استعمال کئے ہیں اس کے عام معروف ترجمہ سے آنحضرتؐ کی کسرشان ہوتی تھی۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ ضال کے معنے محبت میں گم ہوجانے کے ہیں۔ جیسے کوئی انسان کسی کے فراق اور ہجر کی وجہ سے غم اور حزن کی وجہ سے وفورعشق ومحبت کی وجہ سے کھو سا جاتا ہے یہی حال عشق ایزدی میں رسول اللہ ﷺ کا تھا۔

حضرت حافظ صاحب کے دربار کی عجیب شان خسروانہ تھی۔ پُروقار گفتگو، باادب اہل مجلس، نفیس طبیعت۔ مزاج شناس۔ خصوصاً جب کوئی زیرتبلیغ مجلس میں بیٹھے ہوں تو پھر توسماں بندھ جاتا تھا۔

شعر وشاعری میں عموماً لوگ آپ سے اصلاح لیتے تھے۔ لیکن جن کی طبیعت اس فن کیلئے موزوں نہ ہوتی اُنہیں روک دیتے۔ ہزاروں ہزار اشعار یاد تھے۔

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے فارسی یا اردو اشعار پر اگر کوئی مخالف اعتراض کرتا تو جھٹ مستند شعراء کے کلام سے بیسیوں اشعار اسی بحر اور قافیہ کے پیش کردیتے۔ محض اسی ایک مثال سے آپ کے وسعت مطالعہ اور ادب سے محبت کا علم ہوسکتا ہے۔ کئی دفعہ فرمایا کہ ہم جب شعر کہتے ہیں تو پانچ دس شعر کہنا ہمارے اختیار سے باہر ہے۔ پھر تو ایک بارش برسنا شروع ہوجاتی ہے اور جب تک خودبخود سو پچاس شعر موزوں نہ ہو جائیں طبیعت سیر نہیں ہوتی۔ سلسلہ کے پرانے رسائل فاروق، الحکم اور الفضل میں آپ کی نعتیں اور حمد باری تعالیٰ سے معمور نظمیں آپ کے بلند مقام کی شاہد ناطق ہیں۔

صاحب الہام ورؤیا وکشوف تھے۔ جامعہ احمدیہ کے سالانہ امتحانات کے بعد مَیں اپنے ایک دوست کے ہمراہ حاضر ہوا اور حضرت حافظ صاحب سے امتحان میں کامیابی کے لئے ہم نے دعا کی درخواست کی۔ اس پر آپ نے فرمایا: میاں جاؤ اور خوش رہو، تم امتحان میں پاس ہوگئے ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اسی طرح میرے ایک عزیز دوست کی والدہ حضرت حافظ صاحب کے زیرتبلیغ تھیں۔ بحث ومباحثہ میں کئی مہینے صرف ہوئے۔ آخر ایک روز والدہ نے اپنے بیٹے کو بیعت فارم پُرکرکے بندلفافہ میں ڈال کر دیا کہ حضرت حافظ صاحب کو دے آؤ۔ جب وہ لفافہ آپ کو دیا تو بیٹے نے عرض کیا کہ آپ نے اسے کھول کر دیکھا نہیں کہ اس میں کیا ہے۔ فرمایا: ہمیں معلوم ہے اس میں تمہاری والدہ کا بیعت فارم ہے۔ پھر فرمایا: میاں یاد رہے ''اگر ہم پر بارش نہیں پڑتی تو پھوار تو ضرور پڑتی ہے۔'' گویا آپ کو کشفاً یا الہاماً خدا تعالیٰ نے قبل ازوقت اس سارے واقعہ کی خبر دے رکھی تھی۔

کئی بار فرمایا کہ اگر زیردعوت شخص میرے پاس ایک دفعہ آنے کے بعد دوبارہ چلا آئے۔ تو ہمیں یقین ہوجاتا ہے کہ اب یہ احمدیت کی نعمت سے محروم نہیں رہے گا۔ اور ہم نے اس کا نظارہ بیسیوں دفعہ دیکھا ہے۔ دعوت الی اللہ کے بارے میں فرماتے کہ مخالف کو ہمیشہ مسکت جواب نہیں دینا چاہئے کیونکہ مسکت جواب سے سلسلہ دعوت الی اللہ رک جاتا ہے۔ اسی طرح فرمایا مناظرہ میں یہ کوشش نہیں کرنی چاہئے کہ مخالف کے ایک ایک اعتراض کا جواب دیا جائے بلکہ اس کے موٹے اور ٹھوس اعتراضات کا مدلّل جواب دینا چاہئے اس سے حاضرین زیادہ اثر لیتے ہیں۔

خلافت سے عشق اپنی انتہا کو پہنچا ہوا تھا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات پر نوجوانوں کو خلافت سے گہرا تعلق پیدا کرنے کی تلقین اس کثرت سے کی کہ ابتدائی چند ہفتوں میں انہیں اسی موضوع پر بولتے ہوئے پایا۔ آپ کو انتخاب خلافت سے پہلے ہی علم تھا کہ کس نے خلیفہ بننا ہے اور اس کا اظہار بھی فرمادیا تھا۔

ایک بار فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ ثانی جبکہ بہت ہی چھوٹی عمر کے تھے اپنے گھر کے سامنے کھیل رہے تھے۔ حضرت خلیفہ اول وہاں سے گزرے میں بھی ساتھ تھا۔ حضرت خلیفہ اول پیار اور محبت سے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا: میاں آپ یہاں کھیل رہے ہو۔ آپ کے ابّا تو بہت محنت کرتے ہیں۔ اس پر حضرت خلیفہ ثانی نے فرمایا ہم بڑے ہوکر بہت کام کریں گے۔ حضرت خلیفہ اول نے فرمایا ''تواڈھے پیو داوی ایہی خیال اے''، یعنی حضرت مسیح موعودؑ کا بھی یہی خیال ہے۔ حضرت حافظ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ مجھے پنجابی میں ''پیو'' (باپ) کے معنے نہ آتے تھے اس لئے مجھے کچھ سمجھ نہ آئی۔ میں نے کسی سے پوچھا کہ ''پیو'' کسے کہتے ہیں۔ اس پر مجھے حقیقت کا علم ہوا۔

حضرت حافظ صاحب کو سالہا سال کی بیتی ہوئی باتیں جس تفصیل سے یاد تھیں انسان سن کر دنگ رہ جاتا تھا۔ جن لوگوں کا حافظہ اچھا تھا آپؓ اُن کی بھی بہت تعریف فرماتے۔ ایک بار محترم حافظ محمد رمضان صاحب کے حافظہ کا ایک پُرلطف واقعہ سنایا کہ قادیان میں مَیں ایک دفعہ متعدد احباب کے ساتھ کہیں جارہا تھا کہ ہم نے دُور سے حافظ صاحب کو آتے دیکھا اور احباب سے کہا کہ آپ میں سے کوئی میرا نام نہ لے۔ سب سلام کریں اور مصافحہ کریں اور میں خاموشی سے ہاتھ ملاؤں گا اور پھر دیکھیں گے کہ وہ ہمیں قوت لمس سے پہچان سکتے ہیں یا نہیں۔ فرمایا سب دوستوں نے بلند آواز سے السلام علیکم کہہ کر مصافحہ کیا۔ بیچ میں ہم نے بھی چپکے سے مصافحہ کیا۔ حافظ صاحب چند ساعت کیلئے خاموش رہے اور پھر ہاتھ تھام کے کہنے لگے: ''حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب ہیں؟'' ان کے اس غضب کے حافظہ پر سارے لوگوں نے بہت داد دی۔

حضرت حافظ صاحب کی محفل میں ایک بار دوچار بڑی عمر کے لوگوں نے ایک شخص کا ایسے الفاظ میں ذکر کیا جس سے اس شخص کی توہین ہوتی تھی اور یہ بات ''غیبت'' کے حکم میں آتی تھی۔ حضرت حافظ صاحب فرمانے لگے: میاں کمزوری کس میں نہیں، ہمیں تو اس شخص کی ایک خدمت کبھی نہیں بھولے گی۔ ایک زمانہ میں ایک اخبار میں سیدنا حضرت مسیح موعود پر چند اعتراض کئے گئے۔ اس شخص نے چار اقساط میں ایسے دندان شکن جواب دیئے کہ دشمن کا منہ پھیر کے رکھ دیا۔

بدظنی سے احتراز کی تلقین ہمیشہ فرمائی۔ فرمانے لگے ہجرت کے بعد لاہور میں قیام کے دوران ایک صاحب ایک بہت بڑی رقم امانتاً میرے پاس رکھوا گئے۔ میں نے غسل خانہ کو محفوظ جگہ پاکر اخباروں کے ایک بڑے بنڈل میں یہ رقم سنبھال کر رکھ دی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ایک خاتون نے وہ غسل خانہ استعمال کیا۔ چند روز بعد مجھے رقم کا خیال آیا، دیکھا تو رقم موجود نہ تھی۔ بہت پریشان ہوا۔ بار بار یہی خیال آتا تھا کہ اس ایک خاتون کے علاوہ غسل خانہ میں کوئی گیا نہیں، کئی بار اخباروں کے بنڈل کی تلاشی لی لیکن مایوسی کے سوا کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ دل یہ نہیں چاہتا تھا کہ اس خاتون سے اس بارہ میں پوچھا جائے کیونکہ یہ ایک طرح سے الزام ٹھہرتا تھا۔ بالآخر دل کو تسلی دی اور سوچنا شروع کیا کہ کہاں کہاں سے قرض لے کر یہ امانت چکائی جاسکتی ہے۔ آخر تھک ہار کر ایک بار پھر غسل خانہ میں گیا اور اخباروں کے بنڈل کو زور زور سے ہلاکر دیکھنا چاہا تو اچانک وہ رقم نیچے آگری۔ خدا کا شکر ادا کیا کہ نقصان سے بچائے رکھا۔ ہم نے اس واقعہ کا ذکر کسی سے نہ کیا۔ دراصل ہم نے یہ سبق حضرت خلیفہ اولؓ سے سیکھا تھا۔ ایک بار کسی شخص نے انہیں کوئی صدری (یا ٹوپی) تحفۃً پیش کی۔ اسے آپ نے اپنے کھیس میں رکھ دیا۔ وہ کھیس کئی تہوں والا تھا۔ بعد میں جو وہ چیز تلاش کی تو غائب تھی۔ حضورؓ نے کسی سے اس کا تذکرہ نہ فرمایا۔ ایک عرصہ بعد اسی کھیس کو جو کھولا تو اس کی ایک تہ سے وہ تحفہ برآمد ہوگیا۔

حضرت حافظ صاحب کو آم بہت مرغوب تھے۔ ایک بار بیسیوں قسم کے آموں کا ذکر فرمایا۔ پھر فرمانے لگے غالب نے کہا ہے کہ ''آم میٹھے ہوں اور بہت ہوں'' فرمایا اگر میٹھا ہونا ہی آم کی نشانی ہے تو پھر اس کی جگہ شکر ہی کیوں نہ کھالی جائے اور ''بہت ہونا'' یا کم ہونا بھی کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ آم کا ایک خاص ذائقہ ہے اگر وہ ذائقہ ہو اور خواہ آم کم ہی دستیاب ہوں تو مزا ہے۔

ایک بار فرمایا: خدا تعالیٰ کتنا مہربان ہے ہمیں باپ دیا تو کامل، پیر دیا تو کامل (حضرت مسیح موعودؑ) اور استاد دیا تو کامل (یعنی امیر مینائی)۔

بعض لوگ استعداد کی کمی کی وجہ سے الفاظ میں کمی بیشی کرکے ردیف اور قافیہ اور وزن شعر میں مناسبت پیدا کردیتے ہیں اور اس کی وجہ ضرورتِ شعری قرار دیتے ہیں۔ اس ضمن میں حضرت حافظ صاحب نے فرمایا کہ ''مولانا شمس صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے عربی قصیدہ ''یا عین فیض اللّٰہ والعرفان'' کی شرح تالیف کی اور نظرثانی کیلئے ہمارے پاس لائے۔ ہم نے ایک جگہ لکھا ہوا پایا کہ ''حضرت مسیح موعودؑ نے اس شعر میں یہ الفاظ ضرورت شعری کی وجہ سے استعمال فرمائے ہیں''۔ ہم نے یہ الفاظ کاٹ پھینکے، ہمارے لئے حضور کے بارہ میں ایسے الفاظ کا استعمال ایک خاص وجہ سے گراں گزرا۔ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے ایک محفل میں جس میں مَیں بھی موجود تھا۔ فرمایا کہ ''اگر ضرورت شعری کی وجہ سے غلط شعر کہنا ہے اور غلط الفاظ استعمال کرنا ہیں تو ایسے شعر کے کہنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟''۔

ایک روز میرے قرآن مجید میں آپؓ نے نشانی کے طور پر رکھا ہوا کاغذ کا ٹکڑا دیکھا جو غالباً کسی اخبار یا رسالہ کا حصہ تھا۔ فرمایا یہ قرآن مجید کے احترام کے خلاف ہے کہ اس میں ایسی چیز رکھی جائے، صاف ستھرا سفید کاغذ رکھنا چاہئے۔ پھر فرمایا کہ بعض اوقات قرآن مجید میں ابتدا میں مفسر کا نام اور مطبع وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے ہم تو یہ پسند کرتے ہیں کہ ان چیزوں کا ذکر آخری صفحہ پر ہو نہ کہ ابتدا میں۔

حضرت حافظ صاحب کی روحانیت، للّٰہیت، تصوف، تقویٰ، انکساری، بےنفسی، احمدیت کے لئے جوش، غریبوں کی دلجوئی اور ان سے ہمدردی، سلسلہ کے کارکنوں اور مربیوں سے محبت اور دلی احترام، دعوت الی اللہ سے والہانہ لگاؤ، نفسیات کا گہرا مطالعہ، زباندانی میں بےنظیری...... الغرض آپ کا وجود فی ذاتہٖ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا زندہ جاوید نشان تھا۔ ◎

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 20/نومبر 2006ء میں شامل اشاعت مکرم مبارک احمد ظفر صاحب کی نظم ''دست دعا'' سے انتخاب پیش ہے:

بڑھ گیا ظلم جور و جفا آجکل
آنے کو ہے زمیں پہ خدا آجکل
ماہ تاباں کو دنیا بھی دیکھے گی اب
کر رہا ہے کوئی رتجگا آجکل
وہ دعا استجاب کا رنگ لائے گی
اٹھ رہا ہے جو دستِ دعا آجکل
لا جرم بالیقیں ہے یہ تقدیر عصر
ہوگا ظاہر خدا کا کہا آجکل

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
28th December 2007 – 3rd January 2008

Please Note that programmes and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 28th December 2007

00:05 Tilaawat Dars-e-Malfoozat, & MTA News
01:05 MTA Variety: Annual Prize distribution held by Jamia Ahmadiyya Rabwah.
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 11th December 1996.
02:50 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 27th May 2005.
04:55 Review on the Constitution of 1974: An Urdu programme with Maulana Dost Muhammad Shahid reviewingthe constitution of 1974 in depth.
04:55 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 2nd Septtember 1997.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) with Huzoor, recorded on 7th March 2004.
08:05 Siraiki Service: a discussion in Siraiki on the life and character of the Holy Prophet (saw).
08:55 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 58 recorded on 17th November 1995.
10:00 Indonesian Service
11:05 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00 Tilaawat & MTA News
13:00 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Baitul Futuh.
14:30 Dars-e-Hadith
14:45 Bengali Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Jama'at.
16:00 Friday Sermon [R]
17:15 Spotlight: an interview with Chaudhary Mubarak Ahmad.
18:00 Le Francais C'est Facile: lesson no. 104
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35 MTA International News Review Special
21:10 Friday Sermon [R]
22:25 MTA Travel: a visit to Vancouver, Canada
22:50 Urdu Mulaqa'at: session 58 [R]

Saturday 29th December 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:10 Le Francais C'est Facile: lesson no. 104
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 12th December 1996.
02:50 Spotlight: an interview with Chaudhary Mubarak Ahmad.
03:35 Friday Sermon: recorded on 28/12/07.
04:55 Urdu Mulaqa'at: session 58
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Children's Class with Huzoor. Recorded on 17th April 2004.
08:10 Tahir Heart Institute
08:30 Friday Sermon: rec. 28/12/07 [R]
09:30 Qur'an Quiz
09:50 Indonesian Service
10:50 French Service
12:00 Tilaawat & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Intikhab-e-Sukhan
15:00 Children's Class [R]
16:10 Khilafat Jubilee Mosha'airah : an evening of poetry about the Khilafat Jubilee. Part 2.
16:55 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Recorded on 25/07/1997.
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35 International Jama'at News
21:05 Children's Class [R]
22:15 Tahir Heart Institute
22:30 Australian Documentary: wildlife of Australia.
22:50 Friday Sermon: rec. 28/12/07 [R]

Sunday 30th December 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:10 Qur'an Quiz
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 17th December 1996.
02:30 Discussion programme about the life of Hadhrat Nusrat Jehan Begum (ra).
03:25 Friday Sermon: rec. 28/12/07
04:25 Khilafat Jubilee Mosha'airah
05:25 Australian Documentary: Wildlife of Australia
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Bustan-e-Waqfe Nau with Huzoor, recorded on 25th March 2005.
07:55 Learning Arabic: lesson no. 4
08:15 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Spain.
08:45 MTA Travel: visit to Washington D.C.
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 16th February 2007.
11:40 MTA Variety: programme documenting the arrival of Islam in Egypt.
12:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00 Bengali Reply to Allegations: discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
14:00 Friday Sermon: Rec. 28th December 2007.
15:05 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
16:10 MTA Travel: visit to Washington D.C. [R]
17:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 8th June 1996.
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:30 MTA International News Review
21:05 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:00 MTA Travel: visit to Washington D.C. [R]
23:05 Learning Arabic: Lesson no. 4
23:20 Question and Answer Session [R]
23:20 Seerat-un-Nabi (saw) [R]

Monday 31st December 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
00:55 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 18th December 1996.
02:00 Friday Sermon: rec. 28th December 2007.
03:00 Huzoor's Tours
03:10 MTA Travel: visit to Washington D.C.
04:30 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 8th June 1996.
05:25 Seerat-un-Nabi (saw)
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class held with Huzoor. Recorded on 23rd September 2005.
07:45 Le Francais C'est Facile: lesson no. 81
08:10 Medical Matters: Dental Health.
08:50 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session no. 20, Recorded on 23/02/1998.
09:55 Indonesian Service
10:55 Ghazwat-e-Nabi (saw)
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:05 Friday Sermon: rec. 07/09/2007.
15:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
16:00 Jalsa Salana Speeches: speech delivered by Muhammad Hameed Kauser on the topic of the life and character of the Promised Messiah (as) at Jalsa Salana Qadian 2006.
16:40 Rencontre Avec Les Francophones [R]
17:45 Medical Matters: Dental Health
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 21st November 1996.
20:30 MTA International Jama'at News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
21:50 Friday Sermon [R]
23:00 Ghazwat-e-Nabi (saw) [R]

Tuesday 1st January 2008

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:00 Le Francais C'est Facile: lesson no. 81
01:20 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests.
02:30 Friday Sermon: rec. 7th September 2007.
03:35 Rencontre Avec Les Francophones
04:40 Medical Matters
05:20 Jalsa Salana Speeches
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) with Huzoor recorded on 30th December 2007.
08:20 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 8th June 1996.
09:50 Spectrum: a documentary about the launch of the report: "Rabwah: A Place For Martyrs?"
10:15 Indonesian Service
11:15 Sindhi Service
12:20 Tilaawat, Dars & MTA News
13:15 Bangla Schomprochar
14:15 Jalsa Salana Germany 2003: Second Day address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 23rd August 2003.
15:25 Spectrum [R]
15:50 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) [R]
17:00 Question and Answer session [R]
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News Review Special
21:15 Spectrum [R]
21:40 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) [R]
23:05 Jalsa Salana Germany 2003 [R]

Wednesday 2nd January 2008

00:15 Tilaawat, Dars & MTA News
01:20 Learning Arabic: lesson no. 5
01:50 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 23rd December 1996.
02:50 Spectrum
03:20 Question and Answer Session
04:50 Jalsa Salana Germany 2003
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
07:05 Bustan-e-Waqfe Nau with Huzoor, recorded on 23rd September 2006.
08:10 Seerat Hadhrat Masih Maud (as)
08:40 Ken Harris Oil Painting: learning how to paint an Oil painting.
09:10 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 18th June 1996. Part 1.
10:00 Indonesian Service
10:55 Swahili Muzakarah
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:05 Bangla Shomprochar
14:05 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 12th April 1985.
15:25 Jalsa Salana Speeches: speech delivered by Maulana Muhammad Umar on the occasion of Jalsa Salana UK 2007.
16:10 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
17:15 Ken Harris Oil Painting [R]
17:40 Question and Answer session [R]
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 24th December 1996.
20:35 MTA International Jamaat News
21:05 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:10 Jalsa Salana UK 2007 [R]
22:45 From the Archives [R]

Thursday 3rd January 2008

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:15 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session no. 239, recorded on 24th December 1996.
02:20 Philosophy of the Teachings of Islam: talk based on the book by the Promised Messiah (as).
02:40 Hamaari Kaa'enaat
03:10 Ken Harris Oil Painting
03:35 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 12th April 1985.
04:50 Husn-e-Biyan: Quiz Programme
05:25 Jalsa Salana Speeches: speech delivered by Maulana Muhammad Umer recorded on 29th July 2007.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:15 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor, recorded on 29th January 2006.
08:10 English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Recorded on 16th April 1994.
09:15 Pushto Service
09:55 Indonesian Service
10:55 Friday Sermon: recorded on 27th May 2005.
12:00 Tilaawat & MTA News
13:10 Bangla Shomprochar: Friday Sermon delivered on 28th December 2007.
14:10 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 3rd September 1997.
15:10 English Mulaqa'at [R]
16:20 Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to Scandinavia.
16:40 Friday Sermon: delivered on 27/05/05. [R]
17:45 Khilafat Jubilee Mosha'airah: An evening of Urdu poetry about the Khilafat Jubilee.
18:30 Live Arabic Service: Arabic discussion programme, hosted by Muhammad Sharif.
20:35 MTA Interntional News Review
21:00 Tarjamatul Qur'an Class: rec. 03/09/1997.
22:05 MTA Sports: Annual games organised by Jamia Ahmadiyya Rabwah [R]
23:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor, recorded on 29th January 2006.

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 GMT & 17:00 GMT

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 14 — Friday 21 December, 2007 — Issue No. 51

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

مسلم مقنّنہ کے لئے خاتم الانبیاءؐ کا رہنما اصول

آنحضرت ﷺ کے جلیل القدر صحابی حضرت معاذؓ بن جبل امام الفقہاء، کنزالعلماء، عالم ربّانی (متوفی 639ء) نبوت کے بارھویں سال نور اسلام سے منور ہوئے۔ 9ہجری بمطابق 630ء میں آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف صوبہ یمن کا گورنر مقرر فرمایا بلکہ اس کا چیف جسٹس بھی نامزد کیا۔ خود رسول اللہ ﷺ نے ان کے فقیہ ہونے کی شہادت دی اور فرمایا "اَعْلَمُھُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذٌ" یعنی ہمارے صحابہ میں حلال وحرام کے سب سے بڑے عالم معاذؓ بن جبل ہیں۔ حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ نے ایک موقع پر ان کی نسبت ارشاد فرمایا "لَوْ لَا مُعَاذ لَھَلَکَ عُمَر" یعنی اگر معاذ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہی ہوجاتا۔ پھر آپ نے جابیہ میں خطبہ دیتے ہوئے اعلان فرمایا:

"جس نے فقہ (اسلامی قانون) کی تعلیم حاصل کرنی ہو وہ معاذ کے پاس جائے"۔

(سیر الصحابہ جلد سوم صفحہ 156۔تحریر مولوی سعید انصاری صاحب سابق رفیق دارالمصنفین اعظم گڑھ۔ناشر ادارہ اسلامیات لاہور)

صحاح ستہ کی مشہورِ عالم کتاب ترمذی (ابواب الاحکام باب فی القاضی کیف یقضی) میں ہے کہ:

عن معاذؓ ان رسول اللّٰہ ﷺ بعث معاذا الی الیمن فقال کیف تقضی؟ قال اقضی بما فی کتاب اللہ۔ قال فان لم یکن فی کتاب اللہ؟۔ قال فبسنۃ رسول اللّٰہ۔ قال ان لم یکن فی سنۃ رسول اللہ ﷺ؟ قال اجتھد رأیِیْ۔ قال الحمدللہ الذی وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہ۔

حضرت معاذؓ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب مجھے یمن میں حاکم بنا کر بھیجنے لگے تو فرمایا: تم کس طرح فیصلے کرو گے؟۔ مَیں نے عرض کیا حضورؐ قرآن کریم کے احکامات کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ اگر ایسا معاملہ آجائے جس کے بارہ میں قرآن کریم میں کوئی واضح حکم موجود نہ ہو تو پھر کس طرح کرو گے؟ مَیں نے عرض کیا حضورؐ کی سنت کی روشنی میں فیصلہ کروں گا۔ حضورؐ فرمانے لگے اگر میری سنت میں بھی کوئی ایسی مثال نہ ملے تو پھر کیا کرو گے؟ مَیں نے عرض کیا حضور پھر اجتہاد اور غور وفکر کروں گا اور پھر جو رائے بنے اس کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ اس پر حضورؐ نے خوش ہو کر فرمایا: تمام تعریفوں کا مستحق اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے رسول اللہ کے ایلچی کو اس فراست اور صحیح سوچ کی ہدایت دی۔

یہ تو خاتم النبیین تاج المرسلین سیدالاولین والآخرین فخر دو عالم، سرکار دو عالم، محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ کا اسلامی عدالت کے لئے بہترین راہ نما اصول تھا جس پر آنحضرتؐ کے نامزد فرمودہ چیف جسٹس نے والہانہ شان کے ساتھ عمل کر کے دکھلا دیا۔ دوسری طرف "رابطہ عالم اسلامی" کی احمدیوں کے خلاف قرارداد 1973ء اور اسلام آباد کے چیف جسٹسوں کے فیصلے دیکھیں تو انسان ورطۂ حیرت میں گم ہو جاتا ہے۔ قرآن میں کھلے لفظوں میں موجود ہے کہ جو تمہیں سلام کہے اسے تو مومن سمجھ (النساء)۔ ہر شخص کو حق ہے کہ وہ اپنے تئیں مسلم ہونے کا اعلان کرے اور سنت رسولؐ یہ ہے کہ مدینۃ النبیؐ میں آپؐ نے پہلی مردم شماری میں ہر اس شخص کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل کرنے کا ارشاد فرمایا جو دعویٰ اسلام کرتا ہے۔ یہی نہیں، آنحضرتؐ نے شاہی فرمان جاری فرمایا:

"مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَکَلَ ذَبِیْحَتَنَا فَذٰلِکَ الْمُسْلِمُ الَّذِیْ لَہٗ ذِمَّۃُ اللّٰہِ وَذِمَّۃُ رَسُوْلِہٖ فَلَا تُخْفِرُوْا اللّٰہَ فِی ذِمَّتِہٖ"۔

(بخاری جلد اول باب فضل استقبال القبلۃ)

(ترجمہ از قلم ابوالاعلیٰ مودودی)

"جس شخص نے وہ نماز ادا کی جو ہم کرتے ہیں۔ اس قبلہ کی طرف رخ کیا جس کی طرف ہم کرتے ہیں اور ہمارا ذبیحہ کھایا وہ مسلمان ہے جس کے لئے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ ہے۔ پس تم اللہ کے دئے ہوئے ذمّے میں اس کے ساتھ دغا بازی نہ کرو"۔

اللہ اور رسول سے دغا بازی کے پیچھے بد بخت عناصر

نام نہاد اسلامی عدلیہ کے نام پر اللہ اور رسول سے دغا بازی جن بد بخت اور بدنام زمانہ لوگوں کے دباؤ میں کی گئی ان کی نشاندہی خود مخبر صادق صلی اللہ علیہ آلہ وسلم (فداہ ابی وامی وروحی وجنانی) نے قریباً پندرہ سو سال قبل درج ذیل الفاظ میں فرمادی تھی جس کے ایک ایک لفظ کی صداقت نیّر اعظم کی طرف سے کُل عالم کے سامنے نمایاں ہوچکی ہے۔

حدیث حضرت علیؓ شیر خدا

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُوْشِکُ اَنْ یَّاْتِیَ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَّا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اِسْمُہٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ مَسَاجِدُھُمْ عَامِرَۃٌ وَھِیَ خَرَابٌ مِّنَ الْھُدٰی۔ عُلَمَآءُھُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَآءِ۔ مِنْ عِنْدِھِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَۃُ وَفِیْھِمْ تَعُوْدُ۔(رواہ البَیْھَقِی فِی شعبِ الْاِیْمَان)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قریب ہے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے نہیں باقی رہے گا اسلام مگر نام اس کا اور نہ باقی رہے گی قرآن سے مگر رسم اس کی۔ ان کی مسجدیں آباد ہوں گی اور حقیقت میں ہدایت سے خالی ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہیں۔ ان کے نزدیک سے فتنہ نکلے گا اور ان میں لوٹ آئے گا۔ (روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں)۔

حدیث حضرت ابوامامہؓ

"تَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ فَزَعَۃٌ فَیَصِیْرُ النَّاسُ اِلَی عُلَمَآءِ ھِمْ فَاِذَاھُمْ قِرَدَۃً وَخَنَازِیْرَ"۔

(کنزل العمال از علامہ علاؤ الدین المقی المتوفی 975مطابق ستمبر 1567ء۔ناشر "مؤسسہ الرسالہ" 1989ء)

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت ایک زمانہ میں سخت اضطراب وتشویش میں مبتلا ہو جائے گی اور عوام اپنے مولویوں کے پاس رہنمائی کی امید سے جائیں گے تو وہ انہیں بندروں اور سؤروں کی طرح پائیں گے۔

(یاد رہے کہ بندر رکوع وسجود کرسکتا ہے مگر "شریعت اسلامیہ" قائم نہیں کرسکتا اور پھر دوسروں کے اشارہ پر رقص کرتا ہے۔ اسی طرح سؤر پاخانہ تک کھا جاتا ہے۔ بے وجہ کھیتوں کو ویران کرنا اس کی جبلّی فطرت میں شامل ہے اور اپنی بھوک مٹانے کے لئے اپنے بچوں کو یرغمال نہیں بناتا بلکہ کھا جاتا ہے)۔

حدیث ترجمان القرآن حضرت ابن عباسؓ

"یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یُقْتَلُ فِیْہِ الْعُلَمَآءُ کَمَا تُقْتَلُ الْکِلَابُ فَیَالَیْتَ الْعُلَمَآءُ فِیْ ذٰلِکَ الزَّمَانِ تَحَامَقُوْا"۔

(الدیلمی بحوالہ کنزلُ العمال جلد 11 صفحہ192مطبوعہ بیروت)

(مسلم) عوام پر ایسا وقت بھی آئے گا جب ان کے مولوی کتوں کی طرح مارے جائیں گے۔ کاش اس زمانہ کے "علماء" (یا "مولانا") اپنی (شورشوں کا بازار) سرد کرلیتے یا اپنی "عقلمندی" کا مظاہرہ نہ کرتے۔

تاریخ عدلیہ کا ایک منفرد فیصلہ

سیدنا عمیر حضرت ابوہریرہ دوسی (متوفی ستمبر 677ء۔ مدفن جنت البقیع مدینہ منورہ) کثرت روایات کی بناء پر دوسرے صحابہ کے گل سرسید تھے جس سے گلشن حدیث رسول آج تک معطر ہے۔ آپ نے ایک مرتبہ بیان فرمایا:

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ایک آدمی نے دوسرے آدمی سے کچھ جائیداد خریدی۔ خریدنے والے کو اس زمین سے سونے سے بھرا ہوا ایک گھڑا ملا۔ اس پر خریدنے والے نے بیچنے والے کے پاس جا کر کہا کہ تم نے جو زمین میرے پاس بیچی ہے اس میں سے یہ سونا ملا ہے۔ اس سونے پر تمہارا حق ہے۔ کیونکہ مَیں نے تو صرف زمین خریدی ہے یہ سونا نہیں خریدا۔ اس لئے یہ تمہیں واپس کرنے آیا ہوں۔ جس نے جائیداد بیچی تھی اس نے جواب دیا مَیں نے تو تمہارے پاس زمین اور جو کچھ اس میں ہے تمام حقوق کے ساتھ بیچ دی ہے۔ اس لئے یہ سونا واپس نہیں لوں گا۔ آخر یہ تنازعہ وہ دونوں ایک بزرگ کے پاس لے گئے۔ اس نے حالات سن کر پوچھا کیا تمہارا کوئی بچہ ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا میرا لڑکا ہے۔ دوسرے نے کہا میری لڑکی ہے۔ اس پر ثالث نے تجویز کیا کہ تم ان دونوں کی آپس میں شادی کردو اور شادی کا خرچ اس سونے سے پورا کرو۔ چنانچہ اس فیصلہ پر وہ راضی ہوگئے اور شادی کے ذریعہ اخلاق کے یہ انمول نمونے روحانی قرب کے ساتھ ساتھ دنیاوی رشتہ میں بھی ایک دوسرے کے قریب ہوگئے۔

(ترجمہ بخاری کتاب الانبیاء۔ مسلم کتاب الاقضیہ۔ باب استحباب اصلاح الحاکم بین الخصمین)

آنحضرت ﷺ کا یہ بیان فرمودہ تاریخی واقعہ بتلاتا ہے کہ ایک جج کو آسمانی بصیرت وفراست سے بھی کام لینا ضروری ہے اور یہ دور حاضر کے ان مغرب زدہ لوگوں کے لئے لمحۂ فکریہ ہے جو اسلامی ممالک میں منصف کے منصب پر سرفراز ہیں۔ مگر پیروی قرآن وسنت اور فراست آسمانی کو پس پشت ڈال کر غیر مسلم ممالک کے دساتیر کو نظیر بنا کر فیصلے صادر فرماتے ہیں۔

مسیح الزماں علیہ السلام کا دردناک شعر ہے

میرے آنسو اس غم دلسوز سے تھمتے نہیں
دیں کا گھر ویران ہے دنیا کے ہیں عالی منار

۞۞۞۞۞۞

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کرلیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ۔

(مینجر)